

# حیاتِ امامِ اہلِ سنت

پروفیسر محمد مسعود احمد

۲۸۱

مرکزی مجلسِ برِضائِ لاہور

حیات

۶۹  
امام اہل سنت

۶۹

○

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

○

مرکزی مجلس رضا (رجسٹرڈ) لاہور

سلسلہ مطبوعات مرکزی مجلس رضا لاہور نمبر ۵۸

|         |                                     |
|---------|-------------------------------------|
| کتاب    | حیاتِ امام اہل سنت                  |
| مصنف    | پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد       |
| ناشر    | مرکزی مجلس رضا لاہور                |
| اشاعت   | اول                                 |
| طباعت   | ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء                       |
| مطبع    | محمود ریاض پرنٹرز لاہور             |
| تعداد   | دو ہزار                             |
| قیمت    | دعائے خیر بحق معاذین مجلس رضا لاہور |
| طبع دوم | جنوری ۱۹۸۵ء ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ       |
| تعداد   | چار ہزار                            |

ملنے کا پتہ

مرکزی مجلس رضا (رجسٹرڈ) پوسٹ بکس نمبر ۲۲۰۶، لاہور



## حرفِ آغاز

پیش نظر مقالہ اگست ۱۹۶۹ء میں نکل ہوا اور سنہ ۱۹۸۰ء میں حکومت پاکستان کے تحقیقی ادارے، ادارہ تحقیقات اسلامی (اسلام آباد) نے اپنے ماہنامے فکر و نظر میں تین اقساط (اپریل، مئی، جون ۱۹۸۰ء) میں شائع کیا۔ ملک کے طول و عرض میں اس کی پذیرائی ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذلک۔ قارئین کرام کے طلب و ذوق کو دیکھتے ہوئے یہ طے کیا کہ مقالے کو کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں مذکورہ ادارے سے رابطہ قائم کیا گیا۔ ڈاکٹر عبدالواحد ہالی پوتہ (ڈائریکٹر ادارہ تحقیقات اسلامی) اور ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی (مدیر فکر و نظر) کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اجازت کے ساتھ ساتھ مقالے کی کتابت شدہ کاپیاں بھی بھیج دیں جب کہ وہ خود کتابی صورت میں شائع کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

مرکزی مجلس رضا، لاہور نے اس کی اشاعت میں دلچسپی ظاہر کی۔ چنانچہ یہ کام اس کے سپرد کر دیا گیا۔ پاک و ہند میں مجلس ہی ایسا واحد ادارہ ہے جس نے سب سے پہلے نامساعد حالات کے باوجود امام احمد رضا سے متعلق صالح لٹریچر بلا قیمت پیش کیا اور پاک و ہند کے علاوہ مختلف ممالک میں متعارف کرایا مجلس کے روحِ ڈال معجزاتی حکیم محمد موسیٰ امرتسری اہل علم کے شکریہ کے مستحق ہیں، مگر ع

صلہ شہید کیا ہے تب کتاب جاودانہ؟

امام احمد رضا کی سوانح پر متعدد حضرات نے قلم اٹھایا اور کتابیں لکھیں مثلاً مولانا محمد ظفر الدین بہاری، مولانا بدر الدین احمد رضوی، شاہ مانا میاں قادری، سید حامد علی قادری، محمد صابر القادری، علامہ نور احمد قادری وغیرہ اور مقالات و مضامین لکھنے والوں کی تو ایک طویل فہرست ہے۔ اشاریہ امام احمد رضا کے عنوان سے ایک کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔

امام احمد رضا کی شخصیت کا ہر پہلو ایک تحقیقی مقالے کا مقتضی ہے شخص واحد کے پس کی بات نہیں کہ وہ ایک کتاب میں تمام پہلو سمیٹ لے۔ ایسی ہر گز شخصیت کم از کم چودھویں صدی ہجری میں عالم اسلام میں نظر نہیں آتی۔



فکر و نظر اور علم و دانش میں وہ اپنے معاصرین پر بھاری نظر آتے ہیں۔ یہ حقائق دس سال تحقیق کے بعد معلوم ہوئے۔  
 ورنہ خود راقم بھی بے خبر تھا۔ مختلف محققین کام کر رہے ہیں۔ چنانچہ پٹنہ یونیورسٹی (بھارت) سے امام  
 احمد رضا کی فتاویٰ پر مولانا حسین رضا خاں نے ڈاکٹریٹ کیا ہے۔ جبل پور یونیورسٹی (بھارت) سے ایک فاضلہ  
 نعیمہ شاعری پر ڈاکٹریٹ کر رہی ہیں۔ سندھ یونیورسٹی (حیدر آباد) میں ایک اور فاضلہ امام احمد رضا کی شخصیت اور  
 افکار پر ڈاکٹریٹ کر رہی ہیں۔ نصف صدی گزر جانے کے بعد پاک و ہند کی جامعات کو یہ  
 احساس ہوا ہے کہ جس کو انہوں نے بھلا دیا تھا، وہ یاد رکھنے کے قابل تھا۔ سندھ یونیورسٹی نے اپنے ہاں ایم۔ اے  
 کے نصاب میں امام احمد رضا کے فقہی تصانیف شامل کئے ہیں اور ایم۔ اے کے پچوں میں سوالات بھی آتے ہیں۔  
 پاک و ہند میں مختلف ادارے امام احمد رضا پر تحقیق کے سلسلے میں اپنی سی کوشش کر رہے ہیں مثلاً مرکزی  
 مجلس رضا (لاہور)، رضا اکیڈمی (کراچی)، ادارہ تحقیقات امام رضا (کراچی)، رضا ریسرچ سنٹر (علی گڑھ)،  
 رضا اکیڈمی (رام پور)، ادارہ اشاعت تصانیف امام رضا (بریلی)، الجمعہ الرضوی (مبارک پور)، ادارہ المیزان  
 (ممبئی) وغیرہ وغیرہ۔ اور مولانا محمد ابراہیم خوشتر (مبلغ اسلام) نے تو خوشخبری سنائی ہے کہ کراچی میں ایک وسیع و  
 عریض رقبے پر رضوی سوسائٹی کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا جا رہا ہے جہاں خالص علمی اور تحقیقی کام ہو گا۔ خدا  
 کرے ایسا ہی ہو۔ اگر یہ تمام ادارے آپس میں تعاون کریں تو کام کو بہت آگے بڑھایا جاسکتا ہے۔  
 امام احمد رضا کی شخصیت و افکار پر ادارہ تحقیقات اسلامی کو توجہ دینی چاہیے۔ اپنے ہاں شعبہ تحقیقات رضا قائم کر کے  
 ریسرچ اسکالرز کو تحقیق کے لئے عنوانات دینے چاہئیں اور نار و نایاب تصانیف کی فراہمی کی پوری سعی کرنی چاہیے  
 ایسی شخصیت پر کام کرنا ملتی فریضہ ہے جو ہم کو اسلام اور نظریہ پاکستان سے قریب تر کر دے اور دل میں خود شناسی  
 کا جوہر پیدا کر کے ملت کو زندہ و پائیدہ بنا دے۔

اہل سنت کے علمی ادارے بہت کچھ کام کر سکتے تھے مگر مالی بحران کی وجہ سے بہت کم کام ہوا ہے۔ گزشتہ  
 صدی میں بے شمار کتابیں اسی بحران کی وجہ سے شائع نہ ہو سکیں اور دو درجہ کے قلم کاروں کی نگارشات بھی  
 اس بحران کی وجہ سے منتظر طاعت ہیں تحقیق کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ علمائے اہل سنت نے بکثرت کتابیں  
 یادگار چھوڑی ہیں، شائع نہ ہونے کی وجہ سے محافلین کو یہ پروپیگنڈہ کرنے کا موقع مل گیا کہ علمائے اہل سنت  
 نے علمی میدان میں کچھ نہیں کیا۔ حال ہی میں مولانا محمد عبدالستار قادری کی تالیف مرآۃ التصانیف مولانا عبدالحکیم  
 شرف صاحب کے فاضلانہ مقدمے کے ساتھ مکتبہ قادریہ (لاہور) نے شائع کی ہے۔ اس میں تیرھویں اور چودھویں



صدی ہجری کے ۸۶۹ اہل سنت علماء و دانشوروں کی تقریباً ۵۶۳۲ تصانیف کی تفصیلات موجود ہیں۔ مزید تحقیق کی جائے تو یہ تعداد چھ ہزار تک پہنچ سکتی ہے۔ بلاشبہ یہ کتاب اس خیالِ باطل کی تعلیل و تکیذ کرتی ہے کہ اہل سنت کے قلم کاروں نے بہت کم لکھا ہے حقیقت میں انہوں نے بہت کچھ لکھا ہے صرف امام احمد رضا کی تصانیف کی تعداد ہی ہزار سے متجاوز ہے مگر ان میں سے بہت کم شائع ہوئی ہیں اس لئے اہل علم بے خبر رہے۔ اہل سنت کے متمول حضرات کو متوجہ ہونا چاہیے اور علمی اداروں کی سرپرستی کرنی چاہیے۔

اس وقت علومِ جدیدہ میں امام احمد رضا کی نگارشات پر کام کرنے کی سخت ضرورت ہے لیکن اکثر کتابیں عربی اور فارسی میں ہیں، جدید فضلاء کے لئے یہ ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ مگر یہ مسئلہ علماء کے تعاون سے حل ہو سکتا ہے۔ ان کو متوجہ ہونا چاہیے۔ علامہ اقبال اپنی یونیورسٹی (شعبہ علومِ اسلامی، اسلام آباد) کے پروفیسر ابراہیم صاحب اور گورنمنٹ کالج آف سائنس (فیصل آباد) کے ڈاکٹر صادق ضیا صاحب ریاضی میں امام احمد رضا کی نگارشات پر تحقیق کرنا چاہتے ہیں اور اول الذکر تو مصروفِ عمل ہیں۔ یہ حضرات اہل علم کی توجہ اور علمی اعانت کے مشتاق ہیں۔ تعاون کے سلسلے میں امام احمد رضا کے مخالفین بھی توجہ فرمائیں تو مناسب ہے کیوں کہ یہ ایک علمی خدمت ہے۔ مزید برآں ان کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ جس شخص کو کم علم اور جاہل کہا گیا تھا وہ ایسا صاحبِ علم نکلا کہ دورِ جدید کے اہل علم اس کی بعض نگارشات سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ایسی نگارشات راقم کے پاس محفوظ ہیں جو علومِ عقلیہ سے متعلق ہیں۔

پیش نظر مقالے میں امام احمد رضا کی شخصیت و افکار کی بس ایک جھلک دکھائی گئی ہے اس کی تفصیل حیاتِ امام احمد رضا میں مطالعہ کی جا سکتی ہے جو سیالکوٹ (پاکستان) سے شائع ہوئی ہے۔ یہ مختصر سوانح اس لئے پیش کی گئی تاکہ ہمارے محققین و دانشور حقائق سے باخبر ہوں۔ پھر اپنی اپنی بساط کے مطابق امام احمد رضا کی فکر و شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کا آغاز کریں اور دنیا کو دکھائیں کہ عالمِ اسلام اب بھی ایسے عقبرلوں سے خالی نہیں جو علم و دانش کے لئے باعثِ افتخار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو سلفِ صالحین کی سیرتوں کو اُجاگر کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ آئندہ والی نسلیں تاریک راہوں میں چراغِ روشن کر سکیں اور در بدر بھٹکتی نہ پھریں۔ آمین یا رب العالمین بجاہِ سید المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم۔

۲۔ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

۳۔ ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

# فہرست

(۱)

حسب و نسب — مسک و مشرب — آب و جہد — ولادت —  
تحصیل علم — تفصیل علوم و فنون —

(۲)

تجربہ علمی — علم قرآن — علم حدیث — علم فقہ —  
علم ریاضی — علم ہیئت و نجوم — علم توفیق — علم تفسیر — علم جفر —

(۳)

تجدید و احیاء دین — رتبہ پدعات — شریعت کے سوا سب راہیں مردود و باطل —  
غیر اللہ کے لئے سجدہ تعظیمی حرام — زیارت قبور کے لئے عورتوں کا جانا ناجائز —  
مزامیر کے ساتھ قوالی حرام اور اس میں شرکت ناجائز — کثرت پدعات سے دل اندھا کر دیا جاتا ہے —

(۴)

سیاست و حکومت — شعائر اسلام — ہندوستان دارالاسلام — ہندوستان میں سولینا حرم —  
ہندوستان سے ہجرت ناجائز — معاشی و اقتصادی تدابیر —  
خلافت کے لئے شرط قرشیت — ہندو مسلم اتحاد کے خلاف قلمی و عملی جہاد —  
آل انڈیائی سنی کانفرنس اور تحریک پاکستان —



⑤

عربی، فارسی اور اردو شاعری فصاحت و بلاغت دیوان حقائق بخشش  
قصیدہ چراغ انس قصیدہ مشرقستان قدس ترجمہ منظوم قصیدہ غوثیہ  
قصیدہ آمال الابرار شرح شعر سودا شاعری پر مقالات

⑥

وفات اولاد خلفاء تلامذہ معیار تحقیق  
چند قلمی تصانیف تعداد کُل تصانیف

⑦

مشرق و مغرب میں احمد رضا پر کام کی رفتار پاکستان ہندوستان  
مصر امریکہ ہالینڈ انگریز



# امام احمد رضا خاں بریلوی

۱۲۷۲ھ تا ۱۳۴۰ھ  
۱۸۵۶ء تا ۱۹۲۱ء

محمد مسعود احمد

(۱)

مولانا احمد رضا خاں بریلوی نسباً پٹھان، مسلکاً حنفی، مشرباً تادری اور مولداً بریلوی تھے۔ آپ کے والد ماجد مولوی نقی علی خاں (م۔ ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) اور جد امجد مولوی رضا علی خاں (م۔ ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۶ء) اپنے عہد کے ممتاز علماء میں شمار کئے جاتے تھے۔ مولانا بریلوی نے اپنے نعتیہ دیوان مدائق بخشش (۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) میں ان دونوں کا اس طرح ذکر کیا ہے:

احمد ہندی رضا ابن نقی ابن رضا<sup>(۱)</sup>

مولانا احمد رضا خاں، ارشوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۳ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی (بھارت) میں پیدا ہوئے۔<sup>(۲)</sup> اپنے والد ماجد اور دوسرے اساتذہ سے علوم منقولہ، معقولہ کی تحصیل

۲۰۱۔ تفصیلی حالات کے لئے مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں :-

- (۱)۔ رحمان علی : تذکرۃ علمائے ہند، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء میں ۹۸، ۱۹۳، ۵۳۱
- (ب)۔ ظفر الدین بھاری : حیات اعلیٰ حضرت (۱۳۵۴ھ/۱۹۳۸ء)، جلد اول مطبوعہ کراچی ۱۹۶۰ء
- (ج)۔ محمود احمد تادری : تذکرۃ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کراچی ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء میں ۸۸، ۲۵۱
- ۲۔ احمد رضا خاں : مدائق بخشش، مطبوعہ کراچی، ص ۵۸
- ۳۔ ظفر الدین بھاری : حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص ۳۸

کی، جن حضرات سے انہوں نے پڑھا یا سند حدیث و فقہ ماسل کی ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:-

- ۱۔ شاہ آل رسول مارہروی<sup>(۵)</sup> (م - ۱۲۹۷ھ / ۱۸۷۹ء)
- ۲۔ مولانا محمد تقی علی خاں<sup>(۶)</sup> (م - ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء)
- ۳۔ شیخ احمد بن زین دھلان مکی<sup>(۷)</sup> (م - ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۱ء)
- ۴۔ شیخ عبدالرحمن سراج مکی<sup>(۸)</sup> (م - ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۳ء)
- ۵۔ شیخ حسین بن صالح<sup>(۹)</sup> (م - ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۴ء)
- ۶۔ مولانا عبدالعلی رام پورنی<sup>(۱۰)</sup> (م - ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۵ء)
- ۷۔ شاہ ابوالحسن احمد النوری<sup>(۱۱)</sup> (م - ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۶ء)
- ۸۔ مرزا غلام قادر بیگ<sup>(۱۲)</sup> (م - ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۳ء)

مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے جن علوم و فنون کی تحصیل اپنے اساتذہ اور ذاتی مطالعہ سے کی ان کی تعداد ۵۵ تک پہنچتی ہے۔ یہ تمام تفصیلات مولانا بریلوی نے اُس عربی سند اجازت میں دی ہیں جو انہوں نے حافظ کتب الحرم شیخ اسمعیل خلیل مکیؒ کو عنایت کی۔ اس

(۱۵۷)۔ احمد رضا خاں: سند اجازت تمام مولوی عبدالواحد (علمی) مجریہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

محزونہ قاری عبداللطیف ظہیر، گڑھی کبودہ سرحد (پاکستان)

(۱۶)۔ احمد رضا خاں: الاجازۃ المتینۃ لعلامیکہ والمدنیۃ، النسخۃ الاولی، مشمولہ رسائل رضویہ

جلد دوم مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء، ص ۳۰۵

۹۔ ایضاً، ص ۳۰۵

۱۰۔ (۱)۔ نظردین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص ۳۳

(ج)۔ محمود احمد قادری: تذکرۂ علما اہل سنت، ص ۱۱۳

۱۱۔ احمد رضا خاں: الاجازۃ المتینۃ، ص ۳۰۷

۱۲۔ نظردین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص ۳۲



حد کا مسودہ ۶ صفر ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۶ء کو تیار ہوا اور مہینہ ۸ صفر ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۶ء کو اس کا تاریخی نام ہے :-

### الاجازۃ الرضویہ لمجلۃ مکة البہیہ ۱۳۲۳ھ

مولانا بریلوی نے اس میں مندرجہ ذیل علوم و فنون کا ذکر کیا ہے :-

- (۱) علم قرآن (۲) علم حدیث (۳) اصول حدیث (۴) فقہ حنفی (۵) کتب فقہ جملہ مذاہب (۶) اصول فقہ (۷) جملہ مذاہب (۸) علم تفسیر (۹) علم العقائد و الکلام (۱۰) علم نحو (۱۱) علم صرف (۱۲) علم معانی (۱۳) علم بیان (۱۴) علم بدیع (۱۵) علم منطق (۱۶) علم مناظرہ (۱۷) علم فلسفہ (۱۸) علم تفسیر (۱۹) علم حیاتیہ (۲۰) علم حساب (۲۱) علم ہندسہ (۲۲) مندرجہ بالا اکیس علوم کے لئے مولانا بریلوی لکھتے ہیں :-

یہ اکیس علوم ہیں جنہیں میں نے اپنے والد قدس سرہ الماجد سے حاصل کیا (۲۳) ان علوم و فنون کے بعد مندرجہ ذیل علوم کا ذکر کرتے ہیں :-

- (۲۲) قرأت (۲۳) تجوید (۲۴) تصوف (۲۵) سلوک (۲۶) اخلاق (۲۷) اسماء الرجال (۲۸) سیر (۲۹) تاریخ (۳۰) لغت (۳۱) ادب مع جملہ فنون (۳۲)

ان دس علوم کے بارے میں لکھا ہے :-

(۳۳) احمد رضا خان : الاجازۃ الرضویہ لمجلۃ مکة البہیہ - (مشمولہ رسائل فتویہ جلد دوم)

مرتبہ محمد عبدالکلیم اختر شاہ جہاں پوری، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء ص ۳۰۱

(۳۴) ایضاً، ص ۳۰۱

(۳۵) ایضاً، ص ۳۰۳

میں نے اساتذہ سے بالکل نہیں پڑھا پر نقاد علماء کرام سے مجھے ان کی اجازت حاصل ہے<sup>(۱۷)</sup>  
پھر ان علوم و فنون کا ذکر کیا ہے :-

(۲۲) ارشاد طیبی (۲۳) جبر و مقابذ (۲۴) حساب ستینی (۲۵) لوغاشات (۲۶) علم التوفیق  
(۲۷) مناظر و مریا (۲۸) علم الاکر (۲۹) زیجات (۳۰) مثلث کردی (۳۱) مثلث مسطح  
(۳۲) صیاقہ جدیدہ (۳۳) مریعات (۳۴) جفر (۳۵) زائرچہ<sup>(۱۸)</sup>۔

اور آخر میں مندرجہ ذیل علوم و فنون کا ذکر کیا ہے :-

(۳۶) نظم عربی (۳۷) نظم فارسی (۳۸) نظم ہندی (۳۹) شرعی (۴۰) نثر فارسی  
(۴۱) نثر ہندی (۴۲) خط نسخ (۴۳) خط نستعلیق (۴۴) تلاوت مع تجوید (۴۵) علم الفرائض<sup>(۱۹)</sup>  
مندرجہ بالا ۵۵ علوم و فنون کا ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں :-

اللہ کی پناہ میں نے یہ باتیں فز اور خواہ محتواہ کی خود ستائی کے طور پر بیان نہیں کیں  
بلکہ منعم کریم کی عطا فرمودہ نعمت کا ذکر کیا ہے<sup>(۱۹)</sup>۔

مولانا بریلوی، حمیر العقول فطری ذکاوت کی وجہ سے علوم عقلیہ و نقلیہ سے بہت بلند  
فارغ ہو گئے چنانچہ خود لکھتے ہیں :-

میں نے جب پڑھنے سے فراغت پائی اور میرا نام فارغ التحصیل علماء میں شمار  
ہونے لگا اور یہ واقعہ نصف شعبان ۱۲۸۶ھ کا ہے۔ اس وقت میں تیرہ  
سال، دس ماہ، پانچ دن کا تھا، اسی روز مجھ پر نماز فرض ہوئی تھی اور میری

(۱۷) - ایضاً، ص ۳۰۳۔

(۱۸) - ایضاً، ص ۳۰۴۔

(۱۹) - ایضاً، ص ۳۱۵۔

(۱۹) - ایضاً، ص ۳۱۵۔



مولانا بریلوی نے جن بکثرت علوم و فنون کا ذکر کیا ہے ان میں سے بعض میں ان کو تبحر حاصل تھا جس کا اندازہ ان علوم و فنون میں ان کی بکثرت مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصانیف سے ہوتا ہے۔ علم قرآن میں ان کا ترجمہ اُردو امتیازی شان رکھتا ہے جو کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کے نام سے ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء میں منظر عام پر آیا۔<sup>(۳۱)</sup> پھر اس پر ان کے خلیفہ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی<sup>(۳۲)</sup> (م۔ ۱۳۶۰ھ / ۱۹۳۸ء) نے خزائن العرفان فی تفسیر القرآن کے عنوان سے تفسیری حواشی لکھے۔ اس ترجمے و تفسیر کے بہت سے اڈیشن ہندوستان اور پاکستان سے شائع ہو چکے ہیں اور برابر شائع ہو رہے ہیں۔

ترجمہ قرآن میں مولانا بریلوی نے جس عاقبت اندیشانہ احتیاط کو پیش نظر رکھا ہے وہ تراجم کے تقابلی مطالعے سے ظاہر ہے۔

مولانا بریلوی نے ترجمہ قرآن کے علاوہ تفسیر کا سلسلہ بھی شروع کیا تھا چنانچہ سورہ ضحیٰ کی بعض آیات کی تفسیر ۸۸ جزئیہ لکھ کر چھوڑ دی<sup>(۳۳)</sup>، دوسرے دینی و علمی مشاغل کی وجہ سے اتنا

(۳۰) - ایضاً، ص ۳۰۹

نوٹ :- غالباً اسی حیرت انگیز ذکاوت کی وجہ سے بعض اہل دانش مولانا بریلوی کے لئے SUPER - GENIUS اور SUPER - MAN جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

(۳۱) - ایک اطلاع کے مطابق کویت میں کنز الایمان کا انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے جو لاہور سے شائع ہو گا۔

(۳۲) - تفصیل حالات کے لئے مطالعہ کریں۔

محمد معوض احمد: تحریک آزادی ہند اور السواد الأعظم، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء

(۳۳) - تفسیر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص ۹۷

وقت نہ مل سکا کہ قرآن پاک کی بمسوط تفسیر لکھتے، یہ کام ان کے تلامذہ و خلفاء اور پیروان کے تلامذہ نے انجام دیا۔ مثلاً تفسیر خزائن العرفان، تفسیر حسنات، تفسیر نعیمی، تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر ازہری، تفسیر تنویر القرآن وغیرہ۔

مولانا بریلوی کے ترجمہ قرآن پر مختلف فنکار نے مقالات لکھے ہیں جن میں سے مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں :-

(۱)۔ سید محمد مدنی : امام احمد رضا اور اردو تراجم قرآن کا تقابلی جائزہ<sup>(۲۳)</sup>۔

(۲)۔ شیر محمد اعوان : امام احمد رضا اور محاسن کنز الایمان<sup>(۲۵)</sup>۔

(۳)۔ اختر رضا خان ازہری : امام احمد رضا کا ترجمہ قرآن حقائق کی روشنی میں۔

(۴)۔ حکیم الرحمن رضوی : امام احمد رضا اور ترجمہ قرآن کی خصوصیات<sup>(۲۶)</sup>۔

علم قرآن و علم تفسیر کے علاوہ علم حدیث میں بھی مولانا بریلوی کو تجربہ حاصل تھا۔ چنانچہ شیخ یحییٰ احمد خیار ی المدنی نے علم حدیث میں بھی مولانا بریلوی کے تجربہ کو سراہتے ہوئے لکھا ہے

وهو امام المحدثین<sup>(۲۸)</sup>

اور وہ محدثین کے امام ہیں۔

مولانا بریلوی کے فتاویٰ اور مندرجہ ذیل رسائل کے مطالعہ سے علم حدیث میں ان کی مہارت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

(۲۳)۔ المیزان (مبئی) امام احمد رضا نمبر ۱ مارچ ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء، ص ۸۵ - ۱۱۳

(۲۵)۔ انوار رضا، شرکت حنفیہ، لاہور ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء، ص ۹۶ - ۱۱۳

(۲۶)۔ المیزان (مبئی) امام احمد رضا نمبر ۱ ص ۱۲۵ - ۱۵۳

(۲۷)۔ ایضاً، ص ۱۵۳ - ۱۵۶

(۲۸)۔ احمد رضا خاں : الفیوضۃ المملکیۃ لمحبت الدولۃ المملکیۃ (۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء) مطبوعہ کراچی



- (۱) الشہی الاکید عن الصلوة وراہ عدی التقلید (۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء)
- (۲) الہدای الکاف فی مکم الضعاف (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء)
- (۳) ماجز البحرین الواقی عن جمع الصلاۃ (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء)۔
- (۴) مدارج طبقات الحدیث (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء)۔
- (۵) الامادیث الرواقیہ لمدح الامیر العادۃ (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء)۔
- (۶) افضل الموحی فی معنی اذا صح الحدیث فهو مذہبی (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء)۔
- علم حدیث کے علاوہ علم فقہ میں مولانا بریلوی کو جو تبحر حاصل تھا اس کا اندازہ ناظم ندوۃ العلماء لکھنو، مولانا ابوالحسن علی ندوی کے ان تاثرات سے لگایا جاسکتا ہے :-
- فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر ان کو جو عبور حاصل ہے اس کی نظیر شاید کہیں ملے اور اس دعویٰ پر ان کا مجموعہ فتاویٰ شاید ہے نیز ان کی تصنیف کفیل الفقیہ الفاضل فی احکام قوطاس الدماہم جو انہوں نے ۱۳۲۳ھ میں مکہ معظمہ میں لکھی (۲۹)
- (۲۹) - ابوالحسن علی ندوی: نزہۃ الخواطر و بہجۃ المسامح والتواظف، الجزء الاول من مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء، ص ۳۱
- نوٹ :- مولانا بریلوی ۱۳۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں پہلی بار حرمین شریفین حاضر ہوئے، دوران قیام مناسک حج سے متعلق شیخ حسین صالح شافعی کی کتاب جوہرۃ المضیہ کی عربی شرح النیرۃ الوضیہ فی شرح الجوہرۃ المضیہ لکھ کر شیخ موصوف کی خدمت میں پیش کی (مذکرہ علانیہ ص ۹۸)۔
- دوسری بار ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں حاضر ہوئے اور دوران قیام مندرجہ ذیل عربی رسائل تصنیف فرمائے :-
- (۱) الدولۃ المکیہ بالمحادۃ الغیبیہ (۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء)
- (۲) کفیل الفقیہ الفاضل فی احکام قوطاس الدماہم (۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۶ء)
- (۳) الاجازۃ المرئویہ لمبیل مکۃ البھیہ (۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۶ء)۔

جزئیات فقہ پر غیر معمولی عبور کے متعلق جو مولانا ابوالحسن علی ندوی نے اظہار خیال فرمایا اس کی تصدیق فتاویٰ رضویہ سے ہوتی ہے۔ مثلاً وہ پانی جس سے وضو جائز ہے مولانا بریلوی نے اس پانی کی ۱۶۰ قسمیں بیان کیں ہیں<sup>(۳۰)</sup> اور وہ پانی جس سے وضو ناجائز ہے اس کی ۱۴۶ قسمیں بیان کیں<sup>(۳۱)</sup> اسی طرح پانی کے استعمال سے عجز کی ۱۵۰ صورتیں بیان کیں ہیں اور اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا جس کا عنوان ہے :-

سمع النداء فيما يورث العجز عن الماء<sup>(۳۲)</sup>

ماء مطلق اور ماء مقید کی تعریف میں ایک رسالہ لکھا جس کا عنوان ہے :-

النور والنورق لا سفار ماء مطلق<sup>(۳۳)</sup>

وہ اشیا جن سے تیمم جائز ہے ان کی ۸۱ قسمیں بیان کیں۔ ۴۳ منصوصات اور ۱۰۰ مزیدات مصنف۔ اور وہ اشیا جن سے تیمم جائز نہیں ان کی ۱۳۰ قسمیں بیان کیں ۵۸ منصوصات اور ۲۲ زیادات<sup>(۳۴)</sup>

جزئیات فقہ کے علاوہ متون فقہ پر مولانا بریلوی کو جو قدرت حاصل تھی وہ اہل علم کے لئے حیرت انگیز تھی۔ چنانچہ مولانا ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں :-

حرمین شریفین کے قیام کے زمانے میں بعض رسائل بھی لکھے اور علمائے حرمین نے بعض سوالات کئے تو ان کے جواب بھی تحریر کئے۔ متون فقہیہ اور اختلافی مسائل پر ان کی ہمہ گیر

(۳۰)۔ احمد رضا خاں: العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية، جلد اول، مطبوعہ لائسن پور، ص ۳۵۶

(۳۱)۔ ایضاً، ص ۲۵۰، ۴۰۲، ۵۳۳

(۳۲)۔ ایضاً، ص ۶۱۱ - ۶۵۹

(۳۳)۔ ایضاً، ص ۴۰۰ - ۵۵۳

(۳۴)۔ ایضاً، ص ۵۸۶ - ۸۵۰



معلومات، مرحمت تحریر<sup>(۲۵)</sup> اور ذہانت کو دیکھ کر سب کے سب حیران و ششدر رہ گئے<sup>(۲۶)</sup>۔

متون فقہیہ پر استحضار کی یہ کیفیت تھی کہ بعض اوقات وہ بغیر دیکھے عبارات کی عبارات لکھتے جاتے تھے چنانچہ قیام مکہ معظمہ کے زمانے میں بھی اس قسم کے مظاہر سامنے آتے۔ آخری ایام میں علالت کی وجہ سے بریلی سے بھولائی چلے گئے تھے، کوئی کتاب پاس نہ تھی۔ اس زمانے میں ایک استفتا رکاب جواب دیا تو اس میں کتب فقہ و حدیث کے ۲۱ حوالے موجود ہیں<sup>(۲۷)</sup>۔ فتاویٰ حامدیک دو جلدیں مولانا وصی احمد محدث سولتی (م - ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء) سے مستعار لیں اور ایک دن و ایک رات میں دیکھ کر واپس کر دیں<sup>(۲۸)</sup>۔ قرآن پاک کا ایک ایک پارہ حفظ کر کے ایک ماہ میں پورا قرآن حفظ کر لیا<sup>(۲۹)</sup>۔

فتاویٰ رضویہ کے مطالعہ سے مولانا بریلوی کے تبحر علمی کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ علم فقہ کتنا وسیع علم ہے اور ایک بالکمال فقیہ ہونے کے لئے کس قدر علوم و فنون سے واقفیت ضروری ہے۔ مولانا بریلوی کے بعض فتوے مختلف علوم و فنون پر مستقل رسائل معلوم ہوتے ہیں، مثلاً حوض کی مقدار درہ درہ اور ذراع سے متعلق بحث پر یہ فتویٰ:-

النہی التیمی فی الماء المستدیر<sup>(۳۰)</sup>

(۳۵)۔ مرحمت تحریر کے بارے میں مولوی ظفر الدین بہاری والد ماجد ڈاکٹر محمد الدین آدمی

نے لکھا ہے کہ مولانا بریلوی لکھتے جاتے اور چار آدمی اس کی نقل کرتے جاتے، یہ چاروں

نقل ذکر پاتے کہ پانچواں ورق تیار ہو جاتا۔ حیات اعلیٰ حضرت، ص ۹۴

(۳۶)۔ ابوالحسن علی ندوی: نزہۃ الخواطر، الجزء الثامن، ص ۳۹

(۳۷)۔ احمد رضا خان: العطایا النبویہ، ج ۲، ص ۳۸۵

(۳۸)۔ ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، ص ۱۳۸

(۳۹)۔ ایضاً، ص ۳۶

(۴۰)۔ احمد رضا خان: العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ، جلد اول، مطبوعہ لاہور، ص ۲۲۱ - ۲۲۰

ریاضیات سے متعلق ایک تحقیقی مقالہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ فتویٰ بھی علم ریاضی کا ایک مقالہ معلوم ہوتا ہے :-

رجب السباحۃ فی میاء لالیستوی وجہہا وجوفہا فی المساحۃ<sup>(۴۲)</sup>

ماء جامد اور ماء جاری کی تعریف میں فتویٰ علم طبعیات کا ایک تحقیقی مقالہ معلوم ہوتا ہے۔  
الدقة والتبیین لعلہ الرقة والسيلان<sup>(۴۲)</sup>

جنس ارض کی تحدید و تعدید اور جنس ارض کے آثار سے متعلق یہ فتویٰ ریاضیات سے متعلق ایک تحقیقی مقالہ معلوم ہوتا ہے :-  
المطر السید علی بنت جنس الصعید<sup>(۴۳)</sup>

مولانا بریلوی کے دارالافتاء (بریلی) میں ہندوستان، پاکستان، برما، چین، امریکہ افغانستان، افریقہ، حجاز مقدس اور بلاد اسلامیہ سے بکثرت فتوے آتے تھے جن کی تعداد ایک وقت میں کبھی چار سو اور کبھی پانچ سو تک جا پہنچتی تھی۔ مولانا بریلوی اور ان کے صاحب زادے مولانا حامد رضا خان نے خود اس کا ذکر کیا ہے<sup>(۴۴)</sup> فتویٰ نویسی کے یہ فرائض بغیر کس ادنیٰ معاوضے کے للخصیت و خلوص کے ساتھ انجام دیئے جاتے تھے، مولانا بریلوی ایک جگہ لکھتے ہیں :-

بھائیو! ما استلکم علیہ من اجر ان اجری الاعلیٰ رب العالمین۔ میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، میرا اجر تو سارے جہاں کے پروردگار پر ہے اگر وہ چاہے<sup>(۴۵)</sup>  
مولانا بریلوی کے فتوے عربی، اردو، فارسی اور انگریزی میں ہیں۔ مطبوعہ مجلدات میں

(۴۱)۔ ایضاً، ص ۳۲۳ - ۳۷۱

(۴۲)۔ ایضاً، ص ۳۶۳ - ۳۹۹

(۴۳)۔ ایضاً، ص ۶۶۸ - ۷۱۹

(۴۴)۔ ۱۔ احمد رضا خان: العطا یا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ، جلد چہارم مطبوعہ لائی پور ص ۱۳۹

ج۔ حامد رضا خان: سلامت الدلائل الستہ، مطبوعہ بریلی، ص ۵۴، ۵۵۔

(۴۵)۔ احمد رضا خان: العطا یا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ، جلد سوم مطبوعہ مبارک پور ص ۳۳۰



اول الذکر تین زبانوں میں فتوے ہیں۔ انگریزی فتوے ان قلمی مجلدات میں ہیں جو بریلی (بھارت) میں محفوظ ہیں۔ مولانا محمد احمد مصباحی (صدر المدرسین، فیض العلوم، محمد آباد، گوجنہ بھارت) نے ایک مضمون میں لکھا ہے :-

عرصہ ہوا فتاویٰ کی ایک قلمی جلد میں، میں تو یہ دیکھ کر سخت حیرت میں پڑ گیا کہ انگریزی کا جواب انگریزی میں ہے اور جواب بھی مختصر نہیں، بہت مبسوط ہے (۳۶)

مولانا بریلوی نے خود اپنی تصانیف میں یا ان کے سوانح نگاروں نے انگریزی زبان سے واقفیت کے بارے میں کچھ نہیں لکھا اس لئے اندازہ یہی ہے کہ انگریزی فتوے کسی صاحب نے ترجمہ کئے ہوں گے مگر فتوے کا ترجمہ کرنا کوئی آسان کام نہیں اور وہ بھی محققانہ اور فقیہانہ و عالمانہ فتوے جس کسی نے بھی ترجمہ کیا ہو گا وہ بھی علم فقہ کا متبحر عالم ہو گا اس کے بغیر صحیح ترجمہ ممکن نہیں (۳۷)

(۳۶)۔ محمد احمد مصباحی: امام احمد رضا فاضل بریلوی کے افتاء کی ایک خصوصیت۔ "مطبوعہ ماہنامہ

پاسبان (الآباد)، شمارہ جولائی ۱۹۶۹ء، ص ۱۳

(۳۷)۔ راقم الحروف کے والد ماجد مفتی محمد مظہر الدہلوی سے ایک ملاقات میں قائم اعظم نے فرمایا، مفتی صاحب

آپ نے بھی اسلامی قانون پڑھا ہے اور میں نے بھی، فرق یہ ہے کہ میں نے انگریزی میں پڑھا اور آپ نے عربی میں۔ حضرت والد ماجد نے فرمایا، یہی بہت بڑا فرق ہے کیونکہ فقہی اسرار و عنوا مضیٰ کو انگریزی میں منتقل کرنا مشکل اور ان کا سمجھنا اور مشکل۔ علامہ افلاق احمد دہلوی نے ماہنامہ

حقیقت (نئی دہلی) جولائی، اگست ۱۹۶۳ء میں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ لندن میں ایک اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے علامہ اقبال نے جب حضرت مجدد کے ایک مکتوب کو انگریزی میں پیش کرنا چاہا تو فرمایا کہ انگریزی ان اسرار و معارف کے اظہار سے قاصر ہے۔ (محمد اقبال: تشکیل جدید الحیات، مطبوعہ

مولانا بریلوی کے فتوے بلاد اسلامیہ اور پاکستان و ہندوستان میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جلتے تھے، حافظ کتب الحرم سید اسماعیل خلیل کو جب مولانا بریلوی نے اپنے عربی فتوے ارسال کئے تو انہوں نے جواب لکھا:-

واللہ اقول والحق اقول لوداھا ابو حنیفۃ النعمان لا قوت

عینیہ وجعل مولفھا من جملة الاصحاب (۳۸)

(ترجمہ) اور قسم کھا کر کہتا ہوں اور بیچ کہتا ہوں کہ ان فتوؤں کو اگر ابو حنیفہ نعمان دیکھ لیتے تو یقیناً ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی اور وہ اس کے مؤلف کو اپنے شاگردوں میں شامل کر لیتے۔ ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء میں ندوۃ العلماء (دکنہ) نے اپنا پچاسی سالہ جشن تعلیمی منایا اس سلسلے میں عباسیہ ہال (کتب خانہ ندوہ) میں تعلیمی نمائش کا اہتمام کیا گیا جہاں بڑے بڑے طغروں میں ہندوستان کی ممتاز علمی شخصیتوں کے نام اور ان کی بعض تصانیف فن وارد درج تھیں۔ عقائد و کلام کے طغرسے میں مولانا بریلوی کی خالص الاعتقاد اور فرقہ کے طغرسے میں النیرۃ الوضیہ کے بھی نام تھے۔ ایک مشہور شامی عالم شیخ عبدالفتاح البوغدہ (پروفیسر کلیۃ الشریعہ، محمد بن سعود یونیورسٹی، ریاض) کی نظر حب مولانا بریلوی کی تصانیف پر پڑی تو انہوں نے فرمایا :-

این مجموعہ فتاوی الامام احمد رضا البریلوی؟ (۳۹)

(ترجمہ) مولانا احمد رضا بریلوی کا مجموعہ فتاوی کہاں ہے؟

اس وقت فتاویٰ رضویہ پیش نہ کیا جاسکا بعد میں مولانا محمد سلیم اختر الاعظمی نے پروفیسر موصوف

(۳۸)۔ احمد رضا خان: الاجازۃ المقتنۃ لعملا بکۃ والمحدثہ، مکتوب محرمہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء

مشمولہ رسائل رضویہ، جلد دوم ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء، ص ۲۵۸

(۳۹)۔ محمد سلیم اختر: امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، مطبوعہ الآباد۔



سے پرچھا کہ وہ مولانا بریلوی کے مجموعہ فتاویٰ سے کیسے متعارف ہوئے؟، انہوں نے جواباً کہا:۔  
میرے ایک دوست کہیں سفر پر جا رہے تھے، ان کے پاس فتاویٰ رضویہ کی ایک جلد  
موجود تھی، میں نے جلدی جلدی میں ایک عربی فتویٰ مطالعہ کیا، عبارت کی روایتی اور  
کتاب و سنت و اقوال سلف سے دلائل کے انبار و حکیم کریم حیران و ششدر  
رہ گیا اور اس ایک ہی فتوے کے مطالعہ کے بعد میں نے یہ رائے قائم کر لی کہ یہ شخص  
کوئی بڑا عالم اور اپنے وقت کا زبردست فقیہ ہے

(۵۰)۔ مولانا بریلوی کو عربی زبان سے فطری لگاؤ تھا، عربی میں ان کی بکثرت تصانیف ہیں، ۱۳۱۲ھ

کی عمر میں ۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۸ء میں پہلی عربی تصنیف پیش کی جس کا عنوان ہے ۔

ضوء النہایہ فی اعلام الحمد والہدایہ

(ظفر الدین: المجلد المعدل لایقات المجدد، مطبوعہ پٹنہ، ص ۵)

علمائے حرمین شریفین نے مولانا بریلوی کی عربی نظم و نثر کی تعریف کی ہے اور یہ الفاظ استعمال  
کئے ہیں۔

(۱) کانہا جواہر تکون من الفاظ عذاب ومواہب لا قدر ما کبید

الکتاب (شیخ سعید بن محمد کی)

(۱) احمد رضا خان: رسائل رضویہ، جلد اول، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۳ھ/ ۱۹۷۴ء ص ۱۶۶

(ب) فوجہ تہاشذرة من عجم وجوہرة من عقود و

یا قوت و ضمیر جہل (شیخ احمد محمد مدادی کی)

(۱) احمد رضا خان: حمام المحرمین مطبوعہ لاہور، ص ۱۹۶

(ج) والفہامة الذی ترک تبیانہ سبحان باقل

(شیخ سعید بن احمد مدادی کی)

(۱) احمد رضا خان: حمام المحرمین، مطبوعہ لاہور، ص ۱۷۰

مولانا بریلوی نے تیرہ سال دس مہینہ اور چار دن کی عمر میں ۱۳ شعبان ۱۲۸۶ھ مطابق ۲۱۸۶۹  
اپنے والد مولوی محمد تقی علی خاں کی نگرانی میں فتویٰ نویسی کا آغاز کیا۔ سات برس بعد ۱۲۹۳ھ/۲۱۸۷۶  
میں فتویٰ نویسی کی مستقل اجازت مل گئی۔ پھر جب ۱۹۲۷ھ/۱۸۸۰ء میں  
والد ماجد کا انتقال ہوا تو مستقل طور پر فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دینے لگے۔<sup>(۵۱)</sup> مولانا بریلوی  
نے لکھا ہے کہ ان کے جدِ نجب مولوی رضا علی خاں کے زمانے سے<sup>(۵۲)</sup> فتویٰ نویسی کا سلسلہ جاری  
ہے اور ۱۳۲۷ھ/۲۱۹۱۸ میں خود ان کو فتوے لکھتے پچاس برس ہو چکے ہیں۔<sup>(۵۳)</sup> اس پچاس  
برس کے عرصے میں فتاویٰ رضویہ کی بارہ جلدیں تیار ہو چکی تھیں جس کا ذکر مولانا بریلوی نے  
متفرق مقامات پر خود کیا ہے۔ سرحد (پاکستان) کے ایک عالم مولانا عبدالواحد کی سند اجازت  
(مکتوبہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء) میں لکھتے ہیں :-

وَكذلك اجزئته بجميع مؤلفاتي  
منها الفتاوى الملقبة بالعطايا النبوية في الفتاوى الرضوية هي  
انشاء الله ستطبع في اثني عشر مجلدات كبار وارحو المزميد<sup>(۵۴)</sup>

فتاویٰ رضویہ کی بارہ جلدات میں سے صرف پانچ پاکستان اور ہندوستان سے شائع  
ہوئی ہیں۔ چھٹی جلد کی کتابت الجامعة الاشرفیہ، مبارک پور (ضلع انظم گڑھ، بھارت) میں ہو  
رہی ہے۔ ساتویں اور آٹھویں جلدیں اسی ادارے میں ہیں، باقی جلدیں بریلی میں ہیں۔<sup>(۵۵)</sup>

(۵۱) - محمد مصطفیٰ رضا خاں : الملقوظ، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۱۳ - ۱۳

(۵۲) - مولوی رضا علی خاں ۱۲۲۳ھ/۱۸۰۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۲۴۷ھ/۲۱۸۳۱ء

میں ان کا انتقال ہوا۔ (رحمان علی: تذکرۂ علمائے ہند، ص ۱۹۳)

(۵۳) - احمد رضا خاں : العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية، جلد سوم، ص ۲۳۰ فتویٰ

محررہ ۱۶، صفر ۱۳۳۹ھ۔

(۵۴) - سند اجازت بنام مولوی عبدالواحد، مخزومہ مولوی عبداللطیف ظہیر، گرمی کیورہ، برآمد

(۵۵) - مکتوب مولانا افتخار احمد قادری، استاد ادب عربی، الجامعة الاشرفیہ، مبارک پور محرمہ



ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی تحقیقی ادارہ قادی رضویہ کی تدوین و اشاعت کی اہم ذمہ داری قبول کرے اور اسلامی قانون کے اس عظیم سرمایہ کو بلاد اسلامیہ اور دوسرے ممالک میں پھیلانے قادی رضویہ کی جلد ہی بہت ہی ضخیم ہیں۔ اگر ان کو تدوین کے جدید تقاضوں کے تحت مرتب کیا جائے تو تقریباً پچاس جلدات ہو جائیں گی۔ حال ہی میں مولانا محمد حسن رضا خاں نے مولانا بریلوی کے فقہی مقام پر پٹنہ یونیورسٹی (بھارت) میں ایک تحقیقی مقالہ پیش کیا ہے جس پر ان کو ۲۲ ستمبر ۱۹۴۹ء کو پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری مل گئی ہے<sup>۵۶</sup> اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علم فقہ میں مولانا بریلوی کو بڑا تبحر حاصل تھا۔

علوم منقولہ کے علاوہ علوم معقولہ میں بھی مولانا بریلوی کو کمال حاصل تھا۔ مولوی ظفر الدین بہاری<sup>۵۷</sup> نے لکھا ہے کہ ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء سے قبل ڈاکٹر سر ضیاء الدین نے دوالس چانسلر مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، علم مراجعات سے متعلق ایک سوال اخبار دبذب سکندری (دام پور) میں شائع کرایا جس کا مولانا بریلوی نے بروقت جواب شائع کرایا اور اپنی طرف سے ایک اور سوال پیش کر دیا جس کو پڑھ کر سر ضیاء الدین کو تعجب ہوا کہ ایک مولوی نے نہ صرف جواب دیا بلکہ اس سوال بھی پیش کر دیا<sup>۵۸</sup>۔ مولانا بریلوی سے سر ضیاء الدین کا یہ پہلا غائبانہ تعارف تھا، اس کے بعد وہ پروفیسر سید سلیمان اشرف کے ایما دیہ ریاضی سے متعلق ایک لکھنؤ مسئلہ دریافت کرنے مولانا بریلوی کے پاس گئے جن کو مولانا بریلوی نے حل کر دیا<sup>۵۹</sup>۔ مولوی

۵۶۔ مکتوب مولانا محمد حسن رضا خاں، استاد مدرسہ شمس الہدیٰ، پٹنہ، محرمہ ۲۵، اپریل ۱۹۴۹ء۔

۵۷۔ مولانا ظفر الدین بہاری، ڈاکٹر مختار الدین آزاد (صدر شعبہ عربی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ)۔

۵۸۔ والد اور مولانا بریلوی کے خلیفہ و شاگرد تھے۔ (مسعود)

۵۹۔ ظفر الدین بہاری، حیات اعلیٰ حضرت، ص ۱۵۶، ملخصاً

۶۰۔ تفصیلات کے لئے مطالعہ کریں: ظفر الدین بہاری، حیات اعلیٰ حضرت، ص ۱۵۰ - ۱۵۲

محمد حسین میرٹھی (موجد طلسمی پریس) نے ۱۹۲۹ء میں سر ضیاء الدین کے قیام شملہ کے زمانے میں مولانا بریلوی سے ملاقات کے بارے میں استفسار کیا تو انہوں نے جواباً کہا:-

میرے سوال کا جو بہت مشکل اور لائیکل تھا ایسا فی البدیہہ جواب دیا گیا اس مسئلے پر عرصہ سے دلیر رج کیا ہے۔ اب ہندوستان میں کوئی جاننے والا نہیں۔<sup>۶۰</sup>

علم ریاضی کے علاوہ علم حیاء و نجوم میں بھی مولانا بریلوی کو کمال حاصل تھا۔ انگریزی اخبار ایکپریس (شمارہ ۸ اکتوبر ۱۹۱۹ء/ ۱۳۳۸ھ) میں امریکی منجم پروفیسر البرٹ نے ۱۴ دسمبر ۱۹۱۹ء کے بارے میں ایک دل دہانے والی پیش گوئی کی تھی۔ جب مولانا بریلوی سے پوچھا گیا تو انہوں نے علمی طور سے اس کا رد کیا اور اس کو لغو قرار دیا۔<sup>۶۱</sup> چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لیکن امریکی منجم کی یہ پیش گوئی علم ہیئۃ سے متعلق تین رسالوں کا دیباچہ بن گئی جن کی تفصیل یہ ہے:-

(۱) الکلمۃ المہلبۃ فی المحکمۃ المحکمۃ لوجہ الفلستۃ المشتمۃ (۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء)

(۲) فوز مبین در حرکت زمین (۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء)

(۳) نزول آیات قرآن بسکون زمین و آسمان (۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء)

تلفظ جدیدہ و قدیمہ کے متعلق مولانا بریلوی کا طرز عمل مقلدانہ نہ تھا بلکہ مجتہدانہ تھا چنانچہ آٹھ بیدار بخت (لاہور) کے استاد پروفیسر حاکم علی (پروفیسر ریاضی، اسلامیہ کالج، لاہور) کو لکھتے ہیں:-

محبت فقیر! سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نفوس میں تاویلات دور از کار کر کے سائنس کے مطابق کر لیا جائے، یوں تو معاذ اللہ! اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام۔ وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے

(۶۰) - ایضاً، ص ۱۵۵ (اس وقت کے چیف ایڈیٹر محمد ربان علی جیل پوری بقید حیات ہیں) مستعد

(۶۱) - مکتوب مولانا بریلوی بنام مولوی ظفر الدین بیہاری محررہ یکم ربیع الاول ۱۳۳۸ھ

نوٹ: یہ مکتوب ۸ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں علمی طریقہ بحث کی گئی ہے۔ (مستعد)



اسے خلاف ہے، سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے<sup>(۶۲)</sup>  
 صورتیات اور علم التوقیت میں بھی مولانا بریلوی کو مہارت حاصل تھی مندرجہ ذیل رسائل اس  
 پر شاہد ہیں :-

(۱) - البیان شافیا الفنون عرافیا (۱۳۲۶ھ / ۲۱۹۰۸)

(۲) - الجواهر والیواقیت فی علم التوقیت -

علم تکمیر میں ایک رسالہ سید حسین مدنی کے لئے لکھا جس کا عنوان ہے :-  
 اطائب الاکسیر فی علم التکسیر<sup>(۶۳)</sup>

اور مولانا عبدالغفار بخاری کے لئے علم جفر میں یہ رسالہ تصنیف کیا :-  
 سفر السفر عن الجفر بالجفر<sup>(۶۴)</sup>

(۶۲) - احمد رضا خاں: نزول آیات قرآن بسکون زمین و آسمان، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۲۴۔

(۶۳) - ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، ص ۱۷۲۔

(۶۴) - ایضاً ص ۱۶۳ - ۱۶۴۔

نوٹ :- تفصیلات کے لئے ماحنامہ المیزان (بمبئی)، کا امام احمد رضا نمبر (مارچ ۱۹۷۶ء)

ص ۳۰۳ - ۳۲۳ | مطالعہ کریں جس میں ۳۰ علوم و فنون پر مولانا بریلوی  
 کی ۵۴۸ تصانیف کی تفصیلات موجود ہیں۔ مولانا عبداللہ بن نعانی، مزید تفصیلات جمع  
 کر رہے ہیں جو الجمع الرضوی (مبارک پور - انجم گڑھ لڑائی) کی طرف شائع ہوں گی۔ مستعود

(۳)

عقائد و افکار میں مولانا بریلوی متقدمین اور سلف صالحین کے پیرو تھے، انہوں نے اپنے دور میں سیاست و مذہب میں تجدید و احیاء کے فرائض انجام دیئے۔ غالباً اسی لئے بعض علماء عرب نے ان کو مجدد کہا ہے۔ چنانچہ حافظ کتب الحرم سید اسماعیل خلیل مکی لکھتے ہیں:

لو قيل في حقّه انه مجدد هذا القرن لكان حقاً وصدقاً<sup>۱</sup>

(ترجمہ) اگر ان کے بارے میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کے مجدد ہیں تو یہ بات صحیح اور سچی ہوگی۔ مولانا بریلوی کلمہ گو کو مسلمان قرار دیتے تھے مگر وہ<sup>۲</sup> روح اسلام کو اس کے قول و عمل میں جیتا جاگتا دیکھنا چاہتے تھے لیکن اسی کے ساتھ ساتھ تاریخ کے تہذیبی و تمدنی عمل کے پیش نظر وہ اس حد تک جھوٹ دیتے تھے جس حد تک قول و عمل شریعت سے متصادم نہ ہوں۔ وہ ہر اس شخص کو جو کین میں نئی نئی باتیں داخل کرتا ہے، بدعتی قرار دیتے تھے<sup>۳</sup> اور اس شخص کا تعاقب

۱۔ احمد رضا خان، حوام الحرمین، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء ص ۵۱۔ سید عبدالقادر طرابلسی اور شیخ موسیٰ علی شامی نے بھی مجدد لکھا ہے (المیوضۃ الملکیہ، مطبوعہ کراچی، ص ۸۲۔ ۳۶۲)

۲۔ احمد رضا خان : السنیۃ الاثنی عشریۃ فی فتاویٰ اخریۃ (۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء) مطبوعہ بریلی، ص ۱۵۴

۳۔ احمد رضا خان : اعلام الاعلام (۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء) مطبوعہ بریلی، ص ۱۵



کرتے تھے جو ان کی نظر میں تجدید کے بہانے بے راہ ردی اختیار کرتا تھا۔

مولانا بریلوی نے معاشرے کی خلاف شرع عادات و رسوم پر تنقید کی ہے اور اس طرے  
تجدید و اصلاح کی ذمہ داری پوری کی۔

اسلامی معاشرے کے بعض افراد فرائض و سنن کو چھوڑ کر مستحبات و مباحات کے پیچھے  
گئے رہتے ہیں۔ مولانا بریلوی کی نظر میں ایسے لوگوں کی نیکیاں شریعت کی نظر میں مردود ہیں<sup>۱۳</sup>۔ بعض  
لوگ شریعت و طریقت کو الگ الگ خانوں میں تقسیم کرتے ہیں، مولانا بریلوی اس تقسیم کو سختی  
کے ساتھ رد کرتے ہیں اور طریقت کو عین شریعت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن عظیم باطل و مردود فرما چکا۔<sup>۱۴</sup> عام طور پر  
یہ خیال پایا جاتا ہے کہ جس کا کوئی پیر یا مرشد نہیں، اس کا پیر ابلیس ہے، مولانا بریلوی اس  
خیال کو رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”انجام کار رستگاری ..... کے واسطے صرف نبی کو مرشد جاننا پس ہے۔“<sup>۱۵</sup>

لیکن وہ بیعت و مریدگی کے خلاف بھی نہیں بلکہ اصلاح باطن کے لئے اس کو مفید قرار  
دیتے ہیں۔<sup>۱۶</sup>

۳۔ احمد رضا خاں: اعتراف الکتبہ فی رد صدقہ مانع الزکوۃ (۱۳۰۹ھ/ ۱۸۹۱ء) مطبوعہ بریلی ص ۱۰-۱۱

۵۔ احمد رضا خاں: مقال العزیز باعزاز شریعت و عبادت (۱۳۲۱ھ/ ۱۹۰۹ء) مطبوعہ کراچی ص ۷

۶۔ احمد رضا خاں: السنیۃ الانیقہ، مطبوعہ بریلی، ص ۱۲۳

۷۔ احمد رضا خاں: السنیۃ الانیقہ، مطبوعہ بریلی، ص ۱۳۱

نوٹ:- مولانا بریلوی ۱۲۹۳ھ/ ۱۸۷۷ء میں شاہ آل رسول مارہروی (م ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۸ء)

سے بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت حاصل کی۔ ان کو ۱۳ سلاسل طریقت میں اجازت  
حاصل تھی جس کا انہوں نے الاجازۃ الرضویہ میں ذکر کیا ہے۔

۸۔ احمد رضا خاں: الاجازۃ الرضویہ لمجمل مکاتیب البصیۃ، ص ۳۱۶-۳۱۸

عام عہد پر یہ بھی دیکھ گیا ہے کہ مسلمان بزرگوں کے مزارات پر جا کر سجدے کرتے ہیں۔ مولانا  
بریلوی نے خیر اللہ کے لئے سجدہ عبادت کو کفر و شرک اور سجدہ تعظیم کو حرام قرار دیا ہے۔

چنانچہ سجدہ تعظیم کے خلاف اپنے ایک مستقل رسالے میں وہ لکھتے ہیں :-

”سجدہ حضرت عزت عزوجلہ کے سوا کسی کے لئے نہیں، اس کے غیر کو سجدہ عبادت تو یقیناً اجماعاً  
شرک مبین و کفر مبین اور سجدہ تحیت حرام و گناہ کبیرہ بالیقین“ (۸)

آج کل پڑھ لکھے مسلمانوں کے گھروں میں تصویریں لگانے اور مجھے سجانے کا عام رواج ہو  
گیا ہے۔ بعض ان پڑھ مسلمان تبرکاً براق کی تصویریں بھی لگاتے ہیں، مولانا بریلوی نے اس کی سختی  
سے مانعت کی ہے۔ البتہ نقیلین مبارک اور قبہ شریف کے عکس کو جائز و متعین قرار دیا ہے (۹)۔

مسلمانوں میں ناختہ، سوم، جہلم، بیسی وغیرہ کا رواج عام ہے، مولانا بریلوی نے اس کی روح  
کو جائز قرار دیا ہے لیکن اس میں غیر ضروری لوازمات کو بے اصل وہ تعین یوم کو آسانی و سہولت کے  
لئے جائز سمجھتے ہیں اور اس خیال کو غلط تصور کرتے ہیں کہ متعین دنوں میں زیادہ ثواب ملتا ہے۔ اسی  
طرح وہ نیت کو ایصال ثواب کی روح تصور کرتے ہیں اور اس رسم کی تائید نہیں کرتے کہ اہتمام کے ساتھ  
کھانا سامنے لا کر رکھا جائے، ان کے نزدیک اس کو ضروری سمجھ کر کرنا جائز نہیں البتہ سامنے رکھنے  
میں مضائقہ ہی نہیں کہ ایصال کے بعد فوراً تقسیم کر دیا جائے۔ میت کی ناختہ و ایصال ثواب میں وہ غریب  
مستحقین کو توفیق دیتے ہیں اور اس کے خلاف ہیں کہ امیروں اور بزرگوں کے لوگوں کو بلا کر اہتمام سے  
کھانا کھلایا جائے۔ (۱۱)

۸۔ احمد رضا خاں: الزبدۃ الزکیۃ تحریم سجد التعمیم، مطبوعہ بریلی، ص ۵

۹۔ احمد رضا خاں: شفا مالوالہ فی صور المہیب و مزارہ و افعال (۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء)، مطبوعہ بریلی

۱۰۔ احمد رضا خاں: الحجۃ الفاتحہ لطیب التعمین و الفاتحہ (۱۳۰۷ھ/ ۱۸۸۹ء)، مطبوعہ بریلی،

ص ۱۳

۱۱۔ محمد مصطفیٰ رضا خاں: الملقوظ حصہ سوم (۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۹ء)، مطبوعہ علی گڑھ، ص ۳۵



دور جدید کی بدعات میں عورتوں کا بے محابا گھومنا پھرنا، نامحرموں کے سامنے آنا، میت کے گھر جمع ہو کر کھانا پینا، رہنا سہنا، زیارت قبور کے لئے قبروں پر جانا اور نامحرم بیروں کو محرم سمجھ کر ان کے سامنے آنا عام ہے۔ مولانا بریلوی نے ان بدعات کی مخالفت کی۔ ایک سوال کے جواب میں کہ عورت اپنے محارم اور غیر محارم کے ہاں جاسکتی ہے یہ رسالہ تصنیف کیا۔

### مروج النجا لخروج النساء

۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۸ء

میت کے گھر عورتوں اور مردوں کا جمع ہو کر کھانا پینا اور میت کے گھر والوں کو نذر بار کرنے کے عدم جواز کا فتویٰ دیتے ہوئے یہ رسالہ لکھا۔

### جلی الصوت لنغمی الدعوت امام الموت

۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء

زیارت قبور کے لئے قبرستان جانے کی عورتوں کو سختی سے ممانعت کی اور یہ رسالہ لکھا۔

### جمل النور فی ثبہی النساء عن زیارة القبور

۱۳۲۹ھ / ۱۹۲۰ء

مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضری کو مستثنیٰ قرار دیا کیونکہ عورتوں اور مردوں کا اس دربار میں حاضر ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ البتہ بزرگان دین کے مزارات پر حاضری سے منع کیا ہے حتیٰ کہ خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کے مزار پر جانے سے بھی عورتوں کو روکا ہے۔<sup>۱۱۲</sup>

قبروں پر چراغ جلانے کے لئے پوچھا گیا تو اس کو بدعت اور مال کا ضیاع قرار دیا البتہ اس صورت میں جائز قرار دیا کہ قبر مسجد میں ہو یا سہراہ ہو اور چراغ سے نمازیوں اور مسافروں کو فائدہ

پہنچے<sup>(۱۳)</sup>۔ مولانا بریلوی کے نزدیک جو کام دینی فائدے اور دنیوی نفع جائز دونوں سے خالی ہو وہ عیث و بیکار ہے۔ اور عیث خود مکروہ ہے اور اس میں مال صرف کرنا اسراف اور اسراف حرام ہے۔<sup>(۱۴)</sup>

قبروں پر لوہان وغیرہ جلائے کے لئے دریافت کیا تو اس کو منع کیا اور اسراف و اخلاعت مال قرار دیا اور لکھا کہ اس خوشبو کی میت صالح کو کوئی حاجت نہیں وہ اگر اور لوہان سے غنی ہے صالحین کی قبروں پر چادر چڑھانے کے لئے دریافت کیا تو اس کو مشروط طور پر اس لئے جواز قرار دیا کہ عوام الناس ان کی طرف متوجہ ہو کر مستفیض ہوں اور وہ بھی صرف ایک چادر، جب چھپٹ جائے تو دوسری نہ یہ کہ لاستنا ہی سلسلہ شروع کر دیا جائے۔ یہ بہر حال ان کی نظر میں جائز نہیں۔ جب کہ اس کا مصرف غنا کے لئے نہ ہو۔ ہم کے طور پر چادر چڑھانے کو انہوں نے فضول قرار دیا۔ اور لکھا ہے۔

”جو دام اس میں صرف کریں ولی اللہ کی روح مبارک کو ایصال ثواب کے لئے محتاج کو دیں“ آلات موسیقی کے ساتھ خانقاہوں حتیٰ کہ مساجد کے قریب مقابلہ پر قوالیوں کا عام رواج ہے اعراس وغیرہ میں خاص طور پر اس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ مولانا بریلوی نے اس قسم کی قوالیوں کو ناجائز قرار دیا<sup>(۱۵)</sup> حتیٰ کہ ایسے اعراس میں شرکت کی ممانعت کی جہاں مزامیر کے ساتھ قوالی کا اہتمام ہو<sup>(۱۶)</sup>۔ مولانا بریلوی نے اعراس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے مگر اس کو شرعی قیود سے آشنا مقید کر دیا ہے کہ دور جدید کے بیشتر اعراس میں شرکت ان کے منشا کے خلاف معلوم ہوتی ہے کیونکہ اکثر اعراس میں کوئی نہ کوئی شرط معدوم نظر آتی ہے۔

- ۱۳۔ احمد رضا خاں: ابرق المنار بشیوع المزار (۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء) مطبوعہ لاہور ص ۹-۱۰
- ۱۴۔ احمد رضا خاں: احکام شریعت ج ۱ ص ۳۸
- ۱۵۔ احمد رضا خاں: مسائل سماع، مطبوعہ لاہور، ص ۲۳
- ۱۶۔ احمد رضا خاں: احکام شریعت، ج ۱ ص ۳۳
- ۱۷۔ احمد رضا خاں: مواہب ارجح القدس کشف حکم العرس (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۶ء) مطبوعہ لاہور ص ۵



شادیوں میں ورثہ برات کے موقع پر آتش بازی وغیرہ چھوڑنے کا عام رواج تھا، گو اب کم ہو گیا ہے۔ مولانا بریلوی نے اس کو حرام قرار دیا اور ایسی شادی میں شرکت کی ممانعت کی جہاں محرمات شرعیہ کا ارتکاب ہو<sup>۱۸</sup>۔ مولانا بریلوی نے ملت اسلامیہ کو سرمسطے پر اسراف سے روکا ہے جس نے اس کی اقتصادی حالت تباہ کر دی۔ وہ بدعات کو مذہب و معاشرت دونوں کے لئے مضر سمجھتے تھے اس کی وجہ سے انسان میں نیکی کی طرف رغبت کی سلاجیرت میں رہتی۔ وہ ایک جگہ لکھتے ہیں :-

”قلب جب تک صاف ہے خیر کی طرف بلاتا ہے اور معاذ اللہ معاصی اور خصوصاً کثرت بدعات سے اندھا کر دیا جاتا ہے، اب اس میں حق کو دیکھنے، سمجھنے، غور کرنے کی قابلیت نہیں رہتی مگر ابھی حق سننے کی استعداد باقی رہتی ہے“<sup>۱۹</sup>

(۴)

مولانا بریلوی نے نہ صرف معاشرت کی صلاح کی بلکہ سیاست میں بھی انہوں نے اہم کردار ادا کیا، ان کے افکار سے میدان سیاست کے شہسواروں نے فیض حاصل کیا۔ مولانا بریلوی کی سیاسی خدمات پر بعض مؤرخین و محققین نے لکھا ہے مگر بہت مختصر مثلاً ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی<sup>۲۰</sup>، میاں عبدالرشید<sup>۲۱</sup>، سید انور علی ایڈووکیٹ<sup>۲۲</sup> وغیرہ۔ اس پہلو پر سیر حاصل لکھا جاسکتا ہے، پیش نظر مقالے میں تفصیل کی گنجائش نہیں اس لئے اختصار سے کام لیا جاتا ہے۔

مولانا بریلوی کے سیاسی افکار کو سمجھنے کے لئے ان کی مندرجہ ذیل تصانیف کا مطالعہ ضروری ہے:

۱۸۔ احمد رضا خاں: ہادی الناس فی رسوم الہدایہ (۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء)۔ مطبوعہ لاہور ص ۲

۱۹۔ محمد مصطفیٰ رضا خاں: المملووظ (۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) حصہ سوم۔ مطبوعہ علی گڑھ، ص ۵۴

۲۰۔ ISHTIAQUE HUSSAIN QURESHI: ULEMA IN POLITICS, KARACHI, 1973

۲۱۔ MIYAN ABDUL RASHEED: ISLAM IN INDO-PAK SUBCONTINENT LAHORE, 1977

۲۲۔ SYED ANWAR ALI: MYSTICS AND MONARCHS, KARACHI, 1979

- ۱۔ انفس الفکر فی قربان البقر (۱۲۹۸ھ/ ۱۸۸۰ء)
- ۲۔ اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام (۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۸ء)
- ۳۔ تدبیر فلاح و حیات و اصلاح (۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۲ء)
- ۴۔ دوام العیش فی ائمة من القریش (۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء)
- ۵۔ الحجۃ المکرمۃ فی آیۃ الممتنعہ (۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء)
- ۶۔ الطاری الداری لہفوات عبدالباری (۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۱ء)

پہلے رسالے میں ہندوؤں کی تحریک پر کئے جانے والے لگائے کی قربانی کے جواز و عدم جواز کے متعلق ایک سوال کا جواب ہے۔ مولانا بریلوی نے ہندو سیاست کے مضمرات کو نظر میں رکھتے ہوئے جواب دیا کہ ہندوستان میں ہندوؤں کی بجاہٹ بجا رکھنے کے لئے لگائے کی قربانی کو کیت قلم ختم کر دینا ہرگز جائز نہیں<sup>(۲۳)</sup> یہی سوال مشہور فقیہ مولوی عبدالحی فرقی مئی سے کیا گیا تو انہوں نے سیدھا سادہ جواب دے دیا۔<sup>(۲۴)</sup> بعد میں ہندوؤں کے سیاسی مضمرات کا علم ہوا تو یہی فتویٰ دیا جو مولانا بریلوی نے دیا تھا<sup>(۲۵)</sup> مولانا بریلوی کی سیاسی سوجھ بوجھ اور فقیہانہ بصیرت کو سراہتے ہوئے مولانا شبلی نعمانی کے استاد مولانا ارشاد حسین رام پوری نے یہ مختصر و جامع تبصرہ کیا :-

”الناقد بصیر“ (پڑھنے والا دیدہ و سہ)

بظاہر لگائے کی قربانی کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں معلوم ہوتا لیکن سیاست پاک و ہند پر جن کی گہری نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ برصغیر کی سیاست میں اس کی اہمیت حاصل رہی ہے۔

- ۲۳۔ احمد رضا خاں: انفس الفکر فی قربان البقر، مطبوعہ بریلی، ص ۹
- ۲۴۔ ایضاً، ص ۱
- ۲۵۔ عبدالحی: مجمعہ فتاویٰ، اشاعت اول، جلد دوم، ص ۱۳۸-۱۵۵
- ۲۶۔ احمد رضا خاں: انفس الفکر فی قربان البقر، مطبوعہ بریلی، ص ۱۰



حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۳ھ / ۱۶۲۳ء) نے اس کو شعار اسلام میں سے اہم شعار قرار دیا۔<sup>۲۸</sup> دور اکبری میں ہندو کی کوشش سے اس پر پابندی لگائی گئی۔<sup>۲۹</sup> پھر دود جہاں گیری میں حضرت مجدد کی کوشش سے یہ پابندی ختم ہوئی اور خود جہاں گیر نے آپ کے سامنے گائے ذبح کرائی۔<sup>۳۰</sup> اس کے بعد تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کے زمانے میں (۱۹۱۹-۱۹۲۲ء) میں پھر ہندو نے ترک گاؤ کشی کا سیاسی پلیٹ فارم سے مطالبہ کیا۔<sup>۳۱</sup> جس کی تائید سیاسی پلیٹ فارم سے مسلمان عمائدین نے کی۔<sup>۳۲</sup> مولانا بریلوی نے اپنی سیاسی بعیرت سے ہندوؤں کے محض عزائم کو پسے ہی جھانپ لیا اور مذاقل ہی اس کا سدباب کر دیا۔ اور اس طرح سلطنت اسلامیہ کے لئے راہ ہموار کی۔

رسالہ اعلام الاعلام میں دوسرے علماء سے اختلاف کرتے ہوئے جنہوں نے غیر منقسم ہندوستان کو دار الحرب قرار دے کر سود کو جائز قرار دیا تھا۔ مولانا بریلوی نے ہندوستان کو دار الاسلام قرار دیا اور سود کو حرام،<sup>۳۳</sup> ۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء کی بات ہے۔ ایک عرصہ بعد جب تحریک آزادی ہند کے گمانے میں بعض علماء نے ہندوستان کو پھر دار الحرب قرار دے کر مسلمانوں کو ہجرت پر مجبور کیا تو مولانا بریلوی نے سخت مزاحمت کی۔ ان کا خیال تھا کہ جس طرح ہندو نے مسلمانوں کو گاؤ کشی ترک کرنے پر اکسایا اسی طرح انہوں نے حکمت عملی سے ترک وطن پر اکسایا کیونکہ ان دونوں تحریکوں سے ہندو ہی کو فائدہ پہنچا اور

۲۸۔ احمد سرہندی، مکتوبات، دفتر اول، جلد دوم، مطبوعہ امرتسر ۱۳۳۳ھ، مکتوب نمبر ۶۵

۲۹۔ عبدالقادر بدایونی، منتخب التواریخ، جلد دوم، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء، ص ۴۹۸

۳۰۔ (۱) بد الدین سرہندی، مجمع الاولیاء، مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری، لندن نمبر ۶۳۵

(ب) ترک جہاں گیری، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء، ص ۶۹۶

۳۱۔ (۱) محمد سلیمان اشرف، النور مطبوعہ علی گڑھ ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء، ص ۱۱

(ب) محمد عبدالقدیر، ہندو مسلم اتحاد پر کھلا خط مہاتما گاندھی کے نام، مطبوعہ علی گڑھ،

۱۹۲۵ء، ص ۱

۳۲۔ خدا بخش، مسلم لیگ، مطبوعہ لاہور ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء

مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑا۔ پاک و ہند پر مسلمانوں کی ہزار سالہ حکومت کے بعد مولانا بریلوی اتنی جلدی مسلمانوں کے حق سے دست بردار ہو کر استخلاص وطن کے تمام امکانات کو ختم کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ انہوں نے ہجرت کو مسلمانوں کی معیشت و سیاست دونوں کے لئے تباہ کن قرار دیا اور بعد کے تاریخی واقعات نے اس کو سچ کر دکھایا۔

تیسرے رسائلے دوام العیش میں مولانا بریلوی نے مسئلہ خلافت پر بحث کی ہے ۱۹۱۹ء میں تحریک خلافت کا آغاز ہوا، اس تحریک میں جان ڈالنے کے لئے بعض علماء نے خلافت کے لئے قید قرینیت کو ختم کرتے ہوئے سلطان عبدالحمید کو خلیفہ اسلام اور ان کی سلطنت کو خلافت اسلامیہ قرار دیا۔ شریعت اسلامیہ میں خلیفہ اسلام اور سلطان وقت کے لئے شرائط اور ان کی اتباع و حمایت کے احکام جدا جدا ہیں۔ مولانا بریلوی کے نزدیک خلیفہ کے لئے شرعاً قریشی ہونا ضروری تھا اس لئے ان کو سلطان ترکی اور سلطنت ترکی کی حمایت و تائید سے تو اختلاف نہ تھا البتہ سلطان کو خلیفہ کہنے اور سلطنت، کو خلافت کا نام دینے سے اختلاف تھا۔ جب ۱۹۲۲ء میں خود مصطفیٰ اکمال نے سلطنت ترکی کو ختم کیا اور سلطان عبدالحمید کو ملک بدر کیا۔ ۲۲ تو دعویٰ خلافت کی حقیقت کھل کر لوگوں کے سامنے آگئی اور مسلمانوں کو نصاریٰ کے سامنے شرمسار ہونا پڑا۔ مولانا بریلوی اس تحریک سے عملاً اسی لئے علیحدہ رہے کہ ان کے نزدیک اس کی بنیاد شریعت پر قائم نہ تھی۔ بلکہ وہ اس کو حصول سورت کی دہرہ کو شش خیال کرتے تھے، مگر گاندھی اور ہندوؤں کی

۳۲۔ (د) اخبار محمد (دکھنو) شمارہ ۷، نومبر ۱۹۲۲ء

(ب) منور حسین؛ ملفوظات امیر ملت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۱۸۱

(ج) خدابخش اعظم؛ مسلم لیگ، مطبوعہ لاہور ۱۹۳۰ء

۳۳۔ (د) السواد الاعظم (مراد آباد)، شمارہ شعبان ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۱ء، ص ۷-۸

(ب) السواد الاعظم (مراد آباد)، شمارہ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۱ء، ص ۲۱

(ج) احمد رضا خان؛ دوام العیش، مطبوعہ بریلی، ص ۱۳



حمایت نے اس خیال کو اور تقویت پہنچائی پھر تاریخی و سیاسی واقعات نے اس خیال کی تصدیق کر دی۔ مولانا بریلوی سیاسی استحکام کے لئے 'معاشی استحکام کو ضروری سمجھتے تھے۔ دورِ جدید کے عالمی حالات سے ان کے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔ ملت اسلامیہ کی معاشی و اقتصادی اور مذہبی و اخلاقی فلاح و بہبود کے لئے انہوں نے چند اہم تجاویز پیش کیں جو ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء میں مکلفہ اور رام پور سے شائع ہوئیں۔ پروفیسر محمد رفیع اللہ صدیقی (ایم۔ ایس کوئٹہ یونیورسٹی، کینیڈا) نے مولانا بریلوی کی ان تجاویز کا معقنہ جائزہ لیا ہے اور 'فاضل بریلوی کے معاشی نکات' کے عنوان سے ایک مقالہ پیش کیا ہے جو ۱۹۷۷ء میں لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

مولانا بریلوی نے ایک طرف اپنا رسالہ 'تدبیر فلاح و نجات و اصلاح' لکھ کر اپنی تجاویز عام کیں تو دوسری طرف انصار الاسلام اور جماعتِ رضا نے مصطفیٰ کے نام سے ان کے متبعین نے اصلاحی تنظیمیں قائم کیں اور اس وقت جو وہ کر سکتے تھے کیا۔

۱۹۲۰ء میں مسٹر گاندھی کے ایمار پر تحریک ترک موالات شروع ہوئی جو تحریکِ خلافت (۱۹۱۹ء) کا تہمتہ بھی جاسکتی ہے۔ تحریکِ خلافت کے زمانے میں ہندو مسلم اتحاد کا جو ایک طوفان اٹھا تھا وہ اب شباب پر پہنچ گیا۔ مسلمان جذبات کی رو میں بہہ رہے تھے اور سارے سیاسی فوائد ہندو حاصل کر رہے تھے، مسلمان عوام و خواص اپنی سادگی اور سادہ لوحی کی وجہ سے اس کو محسوس نہ کرتے تھے مگر مولانا بریلوی نے یہ بات شدت سے محسوس کی اور مسلمانوں کو ایسے اتحاد سے باز رہنے کے لئے للکارا جو ان کی سیاست و معیشت اور مذہب و نسب کو ختم کر رکھے رکھ دے ۱۲۳

۳۴۔ علمائے دین کی طرف سے ہندو مسلم اتحاد اور مسٹر گاندھی کی حمایت و تائید۔ مولانا بریلوی کی نظر میں اسلام اور ملت اسلامیہ کے لئے مضر اور ہندوؤں کے لئے مفید تھی، جو کچھ انہوں نے سوجا دی

ہوا۔ مال ہی میں شہرہ مستشرق پروفیسر ماسنیوں (۱۸۶۳ - ۱۹۶۲ء) کا ایک مضمون نظر سے گزرا جس سے معلوم ہوا کہ پروفیسر موصوف علمائے اسلام کی طرف سے مسٹر گاندھی کے مشن کی تائید و حمایت سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے مسٹر گاندھی کو آقایت کا علم بدوار اور ان کے پیغام کو دنیا کے لئے قابلِ تقلید قرار دیا۔ علماءِ حمایت نہ کرتے تھے اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوتا۔ مولانا بریلوی

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

چنانچہ انہوں نے شدید عداوت کے باوجود رسالہ الحجۃ المومنین فی آریۃ الممختنہ (۱۳۲۹ھ/۱۹۲۰ء) لکھا جس میں مسلمانوں کو اس اتحاد کے انجام سے متنبہ کیا اور مخالفین کے عزائم سے خبردار۔ یہ وہ زمانہ تھا جب قائد اعظم محمد علی جناح اور علامہ اقبال دونوں خاموش خاموش سے تھے مگر مولانا بریلوی نے نتائج کی پرواہ کئے بغیر جوابات وہ حق سمجھتے تھے اس کا برملا اظہار کیا۔ اور یہ ان کی مذہبی غیرت اور سیاسی جرأت کی دلیل ہے۔

اسی زمانے میں ان کے دوست اور ہندوستان کے مشہور عالم مولانا عبدالباری فرننگی علی، مسٹر گاندھی کی سیاست میں الجھ کر ان کے ساتھ ہو گئے۔ اور بعض ایسے اقوال و اعمال ان سے سرزد ہوئے جو مولانا بریلوی کی نظر میں خلاف شرع تھے اور سیاسی حیثیت سے مسلمانوں کے لئے تباہ کن۔ چنانچہ انہوں نے دوست کی دوستی کی پرواہ کئے بغیر اس طرز عمل پر سخت تنقید کی۔ مولانا بریلوی کی یہ تنقیدات الطاری الداری لمفوات عبدالباری (۱۳۲۹ھ/۱۹۲۱ء) کے نام سے ان کے صاحبزادے مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں نے تین حصوں میں بریلی سے شائع کر دیں۔ ان تنقیدات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا بریلوی اظہار حق میں مخالف و موافق کی پرواہ نہ کرتے تھے۔

مولانا بریلوی کے نزدیک ہندو، عیسائی، یہودی، آتش پرست سب مسلمانوں کے دشمن ہیں، ان میں سے کسی ایک کو اپنا دوست سمجھنا سخت سیاسی غلطی ہے، یہ بات ممکن ہے کہ ۱۹۲۰ء میں سمجھ میں نہ آتی ہو لیکن اب جبکہ ملت اسلامیہ بیسیوں نشیب و فراز سے گزر چکی ہے اور گزرتی جا رہی ہے، یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی جا رہی ہے۔ مولانا بریلوی کہتے ہیں :-

کافر، ہر فرد و فرقہ دشمن مارا  
مرتد، مشرک، یہود و گبر و ترسا (۳۵)

بقیہ ماشیہ

کے اندیشے اور اندازے صحیح تھے۔

GIULIO BASEITI SANI: PROPHAT OF INTER-RELIGIOUS RECONCILIATION,

CHICAGO, 1974, PP. 202 - 218

(مستور)

۳۵۔ احمد رضا خاں: الطاری الداری، حصہ سوم، مطبوعہ بریلی، ص ۹۹۔



مطلوبہ برپا کر دینا اور آزادی کے لئے جو راہ متعین کر گئے تھے اس پر ان کے صاحب زادگان ،  
 خلفاء و تلامذہ اور متبعین گامزن ہوئے۔ ۱۹۲۵ء میں مولانا بریلوی کے خلیفہ مولانا محمد نعیم الدین  
 مراد آبادی (۱۳۶۷ھ-۱۹۴۸ء) نے الجمعية العالمية المركزية (آل انڈیائی کانفرنس) کے نام سے ایک  
 تنظیم کی بنیاد رکھی جس نے آگے چل کر پاکستان کے لئے قابل قدر خدمات انجام دیں۔ ۱۹۳۶ء  
 میں بنارس میں اس کے تاریخی اجلاس ہوئے۔ ۲۹ اپریل ۱۹۳۶ء کے اجلاس میں یہ قرار داد پاس ہوئی کہ  
 ”آل انڈیائی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پر زور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا  
 ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے  
 ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم  
 اور حدیث نبوی کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔“

ہندوستانی نقطہ نظر سے شاید یہ بات اچھی نہ معلوم ہو کہ ایک ہندوستانی مسلمان  
 عالم ہندو مسلم اتحاد کے خلاف بات کہے یا ہندوستان میں اسلامی حکومت کے قیام  
 کا خواب دیکھے۔ لیکن عملی زندگی میں دیکھا یہ گیا کہ سیاسی طور پر اتحاد کے جو مخالف تھے  
 معاشرتی زندگی میں انہوں نے ہندوؤں کا بائیکاٹ نہیں کیا لیکن جو لوگ اتحاد کی بات کرتے تھے انہوں نے  
 معاشرتی زندگی میں مسلمانوں کا نہ صرف بائیکاٹ کیا بلکہ ان کے ساتھ نہایت ذلت آمیز  
 سلوک روا رکھا۔ زبانی دعوے اور عملی مظاہرے میں بڑا فرق تھا۔ رہا ہندوستان  
 میں اسلامی حکومت کا قیام۔ جب ہندوستانی ہندوؤں نے سوراج اور ہندو اسٹیٹ  
 کی بات کی تو اس کو گناہ نہ سمجھا گیا تو اگر ہندوستانی مسلمانوں نے اسلامی حکومت کی  
 بات کی تو اس کو بھی گناہ نہ سمجھنا چاہیے۔ دونوں نے اپنے اپنے گھر میں رہن مہن کی بات کی۔

۳۶۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ کریں۔

(۱) محمد جلال الدین: خطبات آل انڈیائی کانفرنس، مطبوعہ لاہور ۱۹۴۹ء

(۲) محمد مسعود احمد: تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم، مطبوعہ لاہور ۱۹۴۹ء

۳۷۔ سید محمد محدث: خطبہ صدارت جمہوریت اسلامیہ، مطبوعہ مراد آباد ۱۹۴۶ء ص ۲۹

اس میں کیا بُرائی تھی؟

اسلامی نقطہ نظر سے ہندو مسلم عدم اتحاد کا یہ مقصد بے گز نہیں کہ ہندو رعایا کو معاشی یا مذہبی حیثیت سے دل شکستہ کیا جائے مگر سورا ج یا ہندو اسٹیٹ کا یہ مقصد معلوم ہوتا ہے کہ وہاں مسلم رعایا معاشی و مذہبی طور پر دل شکستہ رہے۔ پاک و ہند کی ۳۲ سالہ تاریخ ان حقائق پر گواہ ہے۔

(۵)

مولانا بریلوی نقاد ت و سیاست کے علاوہ ادب و شاعری میں بھی کمال رکھتے تھے، ان کی فصاحت و بلاغت کی اہل عرب نے تعریف کی ہے۔ چنانچہ شیخ احمد ابوالخیر میرداد مکی لکھتے ہیں:-

الحمد لله على وجود مثل هذا الشيخ فاني لم ار مثله في العلم والفصاحة<sup>(۱)</sup>

(ترجمہ) مولانا بریلوی جیسے شیخ کے وجود پر میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں، بیشک میں نے علم اور فصاحت میں ان جیسا نہیں دیکھا۔

اسی طرح دوسرے علمائے عرب نے بھی تعریف کی ہے۔ پاک و ہند کے بہت سے شعراء اور ادباء ان کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔

مولانا بریلوی بالکمال شاعر تھے، وہ تین دہائیوں تھے، شاعری میں ان کا کوئی استاد نہ تھا۔ ان کے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا خاں (م ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء) مرزا داغ دہلوی (م - ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۵ء) کے شاگرد تھے، مولانا حسرت مولانی (م - ۱۳۶۱ھ / ۱۹۵۱ء) نے حسن رضا خاں کی شاعری پر ایک مقالہ قلم بند کیا تھا<sup>(۲)</sup> اس سے ان کے مقام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ نعت گوئی میں حسن رضا خاں

۱۔ مکتوب محرمہ ۱۲ رجب المرجب ۱۳۲۳ھ از مکہ معظمہ نام مولانا بریلوی۔

۲۔ اردوئے معلیٰ (علی گڑھ)، شمارہ جون ۱۹۱۲ء



کے استاد مولانا بریلوی تھے۔<sup>(۳)</sup>

مولانا بریلوی، مشہور نعت گو مولانا کفایت علی کافی شہید (۱۸۵۸ء / ۱۲۷۳ھ) سے بے حد متاثر تھے جس کا انہوں نے ذکر کیا ہے۔<sup>(۴)</sup> مولانا غلام رسول مہر نے بھی یہ بات لکھی ہے۔<sup>(۵)</sup> مولانا بریلوی نے لکھا ہے کہ نعت کہنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے، بڑھتا ہے تو الوصیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کتنے محتاط تھے، اس احتیاط کے باوجود نعت کو کمال تک پہنچانا واقعی ان کا کمال ہے۔ انہوں نے ایک جگہ خود کہا ہے :-

یہی کہتی ہے بیل باغ جنوں کہ رضا کی طرح کوئی کھیریاں

نہیں ہند میں واصف شاہ حدی مجھے شغلی طبع رضا کی قسم<sup>(۶)</sup>

ابتداء میں مولانا بریلوی کا کلام مختلف رسائل میں شائع ہوتا رہا، مثلاً ماہنامہ الرضا (بریلی)، ماہنامہ تحفہ حنفیہ (پٹنہ)۔<sup>(۷)</sup> وغیرہ وغیرہ، ان رسائل کے چند شمارے نظر سے گزرے جن میں عربی، اردو اور فارسی کلام شامل ہے۔ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء میں مولانا بریلوی کے کلام کا ایک مجموعہ حدائق بخشش کے نام سے دو حصوں میں بریلی اور پٹنہ سے شائع ہوا۔ اب تک دیوان حدائق بخشش کو مولانا بریلوی کے تمام کلام کا مجموعہ سمجھا جاتا رہا مگر یہ صحیح نہیں۔ ماہنامہ تحفہ حنفیہ (پٹنہ) میں ایک اشتہار نظر سے گزرا

۳۔ محمد مصطفیٰ رضا خان: المفوظ، حصہ دوم، مطبوعہ کراچی، ص ۴۲

۴۔ (د) احمد رضا خان: حدائق بخشش، حصہ سوم مطبوعہ بدایوں، ص ۹۳-۹۴

(ج) محمد مصطفیٰ رضا خان: المفوظ، حصہ دوم، مطبوعہ کراچی، ص ۴۱

۵۔ غلام رسول مہر: ۱۸۵۷ء کے مجاہد، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء، ص ۳۱۱

۶۔ احمد رضا خان: حدائق بخشش، مطبوعہ کراچی، ص ۳۳

۷۔ الرضا (بریلی)، شمارہ ذیقعدہ ۱۳۲۸ھ / ۱۹۲۰ء ص ۲۱، محرم ہفر، ربیع الاول ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۹ء ص ۲۰۲

۸۔ تحفہ حنفیہ (پٹنہ)، شمارہ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ (ب) محرم ۱۳۲۶ھ (ج) صفر ۱۳۲۶ھ (د) محرم ۱۳۲۶ھ

جس میں دیوان حدائق بخشش کو انتخاب دیا ان لکھا ہے<sup>(۹)</sup>۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا بریلوی کا کلام ہنوز پورا جمع نہ ہو سکا۔ مطالعہ کے دوران جو حقائق و شواہد سامنے آئے ان سے اس خیال کی مزید تصدیق ہو گئی۔ حدائق بخشش حصہ سوم کے نام سے بدایوں سے ایک مجموعہ شائع ہوا جس میں مولانا بریلوی کا عربی، اردو اور فارسی کلام شامل ہے مگر اس میں کچھ کلام الحاقی بھی معلوم ہوتا ہے۔ جناب شمس بریلوی نے تینوں حصوں کا مستند انتخاب اپنے فاضلانہ مقدمہ کے ساتھ مرتب کیا ہے جو مدنیہ پبلشنگ، کراچی نے ۱۹۷۶ء میں شائع کر دیا ہے۔

مولانا عبدالقادر بدایونی (م ۱۳۱۹ھ/ ۱۶۹۰ء) کی منقبت میں چسراغ انس (۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۶ء) کے عنوان سے مولانا بریلوی نے ایک مدحیہ قصیدہ لکھا تھا جو پہلی بار تحفہ حنفیہ (پٹنہ) میں شائع ہوا<sup>(۱۰)</sup> پھر مولانا حسن رضا خاں نے کتابی صورت میں بریلی سے شائع کیا۔ یہ قصیدہ ۷۶ اشعار پر مشتمل ہے۔ شاہ ابوالحسن نوری (م ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۶ء) کی منقبت میں بھی ایک مدحیہ قصیدہ مشرقستان قدس کے عنوان سے لکھا تھا جو ماہنامہ تحفہ حنفیہ (پٹنہ) میں شائع ہوا تھا۔<sup>(۱۱)</sup> ایک نظم الاستمداد علی اجدال الارتراد (۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۸ء) کے عنوان سے لکھی، لائل پور سے ۱۹۷۶ء میں اس کا اولڈیشن شائع ہوا ہے۔ کتاب الطاری الداری (۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۱ء) کے تیسرے حصے میں مولانا بریلوی کے تقریباً ۲۰۰ عربی اور فارسی اشعار ملتے ہیں۔<sup>(۱۲)</sup> مشہور عربی قصیدہ غوثیہ کی منظوم فارسی شرح لکھی جو قصیدہ مبارکہ غوثیہ مع ترجمہ منظوم (۱۳۲۱ھ/ ۱۹۰۳ء) کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔ اس میں ترجمہ و شرح کے مجموعی اشعار کی تعداد ۹۲ ہے۔ اردو اور فارسی کلام کی طرح مولانا بریلوی کا عربی کلام بھی منتشر ہے۔ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ/

۹۔ تحفہ حنفیہ (پٹنہ) البد مفر ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء، ص ۳۲

۱۰۔ تحفہ حنفیہ (پٹنہ)، شمارہ رمضان المبارک و شوال المکرم ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء، ص ۳۹-۴۱

۱۱۔ تحفہ حنفیہ (پٹنہ)، شمارہ ۱۱، ۱۲، جلد ۳ بحوالہ چسراغ انس مطبوعہ بریلی ۱۳۱۸ء

۱۲۔ محمد مصطفیٰ رضا خاں: الطاری الداری، مطبوعہ بریلی



۲۱۸۸۳ میں انہوں نے عربی میں ایک حمدی مثنوی جو ۱۷ اشعار پر مشتمل ہے۔ (۱۳۱) فتاویٰ رضویہ، (۱۳۱) ملفوظات (۱۱۵)  
 سندرات وغیرہ میں ان کا عربی کلام بکھر پڑا ہے۔ ڈاکٹر حامد علی خاں درمیدر شعبہ عربی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ،  
 نے مولانا بریلوی کی عربی پر ایک وقیع مقالہ لکھا ہے جس میں بعض دیگر مآخذ کی نشاندہی کی ہے اور بہت  
 سے اشعار پیش کئے ہیں۔ (۱۱۸) مولانا محمود احمد قادری (کاتبور)، مولانا بریلوی کے عربی کلام پر تحقیقی مقالہ لکھ  
 رہے ہیں، انہوں نے کئی سو اشعار جمع کر لئے ہیں۔ (۱۱۹) مولانا بریلوی نے آمال اللہ ار کے نام سے بھی ایک  
 عربی قصیدہ لکھا تھا۔ جو ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء میں پٹنہ کے عظیم الشان اجلاس میں پڑھ کر سنایا گیا۔ مولانا بریلوی  
 کو تاریخ گوئی میں بڑا ملکہ حاصل تھا۔ مولانا ظفر الدین بہاری نے لکھا ہے :-

”انسان جتنی دیر میں کوئی مفہم لفظوں میں ادا کرتا ہے اعلیٰ حضرت اتنی ہی دیر میں بے تکلف تاریخی  
 مادے اور جملے فرمایا کرتے تھے۔“ (۱۹)

مولانا بریلوی کی تقریباً تمام تصانیف کے نام تاریخی ہیں۔ اپنے والد مولانا محمد تقی علی خاں کی وفات  
 پر عربی میں ۱۶ تاریخی مادے لکھے۔ (۱۲۰) مولانا محمد اسماعیل (م۔ ۱۳۱۰ھ) کی وفات پر دو عربی قطعات کہے

۱۳۔ (۱) احمد رضا خاں : العطاء النبوی فی الفتاویٰ رضویہ، جلد اول، ص ۳۷

(ب) محمد السین اختر : المدیح النبوی دعویٰ، مطبوعہ سرائے میر ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۰۹ء، ص ۱۹

۱۴۔ احمد رضا خاں : العطاء النبوی، جلد اول، ص ۳۷، ۳۵

۱۵۔ احمد رضا خاں : الملفوظ (۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء)، جلد دوم، مطبوعہ کراچی، ۱۸۷۹ء

۱۶۔ احمد رضا خاں : (الاجازۃ الرضویہ مشمولہ رسائل رضویہ، جلد دوم، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ ص ۲۸۲، ۲۸۶

۲۸۸، ۲۹۰ اور ۲۹۲

۱۷۔ انوار رضا مطبوعہ لاہور ص ۵۳۳، ۵۳۲

۱۸۔ مکتوب مجروحہ ۱۵، فتورق ۱۹۰۵ء

۱۹۔ ظفر الدین بہاری، حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، ص ۱۴۱

۲۰۔ ایضاً، ص ۱۰

ان اشعار کی تعارفی عبارت بھی تاریخی مادوں پر مشتمل ہے۔ اشعار کی مجموعی تعداد ۵۲ ہے۔<sup>(۲۱)</sup> ہندوستان کے مشہور پیر ستر قاضی عبدالودود بائیں پور کے والد قاضی عبدالوہید، مولانا بریلوی کے خلیفہ تھے۔ ان کے انتقال (۱۹۰۸ء) پر خازن سے میں شریک تھے، راستہ ہی میں عربی میں قطعہ تاریخ کہا جو تحفہ مفید میں توضیحی نوٹ کے ساتھ شائع کیا گیا۔<sup>(۲۲)</sup> پیر عبدالغنی کی وفات (۱۳ شوال ۱۳۲۸ھ/ ۱۶۲۰ء) پر دس عربی اشعار پر مشتمل ایک قطعہ تاریخ کہا۔<sup>(۲۳)</sup> مولانا محمد عبدالکریم جبل پوری کی وفات (۱۳۱۴ھ) پر ایک عربی قطعہ تاریخ کہا۔<sup>(۲۴)</sup> الغرض مولانا بریلوی کے عربی، فارسی اور اردو اشعار کا ایک بڑا ذخیرہ مندرجہ مندرجہ ہے۔ کلیات رضا کے نام سے کوئی فاضل اس مندرجہ کلام کو جمع کریں تو یہ ایک ادبی خدمت ہوگی۔

مولانا بریلوی نے باخبری و خود آگاہی کے ساتھ نعتیں کہی ہیں، انہوں نے نعت کہتے وقت متقدمین و متاخرین علماء و شعراء کی نگارشات پر نظر رکھی ہے اور بڑی احتیاط کے ساتھ اس میدان میں اترے ہیں۔ جب کہ اگر کسی نے ان کی نعت کے کسی لفظ کی معنویت پر اعتراض کیا تو انہوں نے اس کا فوری طور پر جواب دیا مثلاً ۸ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء کو کانپور سے ایک صاحب محمد آصف نے لکھا کہ دلیوان مدلل بخشش کے مصرعے

ما جہو! آؤ شہنشاہ کا روئے دیکھو

میں لفظ شہنشاہ کا استعمال مناسب نہیں اس لئے اس کو یوں بدل دیا جائے گے

ما جہو! آؤ مرے شاہ کا روئے دیکھو<sup>(۲۵)</sup>

۲۱ - الضاء، ص ۱۲۴-۱۲۵

۲۲ - تحفہ مفید (پٹر)، شمارہ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء، ص ۳۱

۲۳ - الرضا (بریلی)، شمارہ ذیقعدہ ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۲۰ء، ص ۳

۲۴ - مکتوب مولانا بریلوان الحق جبل پوری محرمہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۹۰۸ء از جبل پور

۲۵ - احمد رضا خاں: فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المہبوب، إعطاء اللہ ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء مطبوعہ لاہور



مولانا بریلوی نے لفظ شہنشاہ کو صحیح قرار دیتے ہوئے مندرجہ ذیل شعراء و مصنفین اور علماء کے اشعار اور نگارشات سے استدلال کیا :-

امام رکن الدین ابوبکر محمد بن ابی المفاخر بن عبدالرشید کدغانی، علامہ غیر الدین نرنگی، مولانا جلال الدین رومی، شیخ مصلح الدین سعدی، حضرت امیر خسرو، مولانا جامی، حافظ شیرازی، مولانا نظامی، شیخ شہاب الدین وغیرہ وغیرہ۔

ان حضرات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شہنشاہ، ملک الملوک اور سلطان السلاطین وغیرہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔

اسی طرح گزشتہ اختیارات (تحصیل خانہ خاور سابق ریاست بہاولپور) سے محمد یار نامی ایک صاحب نے ۹ شعبان ۱۳۳۴ھ کو مولانا بریلوی کو خط لکھا کہ ایک محفل میں جب ان کا مشہور قصیدہ معراجیہ پڑھا گیا تو بعض لوگوں نے ان اشعار پر اعتراض کیا جن میں بیت اللہ کو دہن اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دولہا سے تشبیہ دی ہے۔ صاحب موصوف نے مولانا بریلوی سے اس اعتراض کا جواب چاہا۔ مولانا بریلوی نے فوری طور پر جواب ارسال کیا اور اپنے موقف کی تائید میں مختلف کتابوں سے شواہد و نظائر اور آثار و اخبار پیش کئے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیت اللہ شریف اور حنیت کو دولہا اور دہن سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ان کتابوں کے نام یہ ہیں :-

تاریخ بغداد، معجم اوسط، مسند امام احمد، مواہب لدنیہ، مطالع المسرات، شعب الایمان ہندک، لاکم، صحیح لابن خزیمہ، سنن بیہقی، قوت القلوب، احیاء العلوم، نہایہ، کتاب التذکرہ، مدارج النبویہ وغیرہ وغیرہ۔<sup>(۲۷)</sup>

۲۶۔ قصیدہ معراجیہ، مسلم یونیورسٹی پریس، علی گڑھ سے چھپ کر شائع ہوا تھا۔ غالباً پروفیسر سید سلیمان اشرف (صدر شعبہ دینیات) نے چھپوایا تھا۔ موصوف مولانا بریلوی کے غلیظ تھے۔  
(مسعود)

۲۷۔ احمد رضا خاں: حجب العوارض عن محمد بن ہار، مطبوعہ لاہور، ص ۲۰-۲۹

ایسا انبار اور حاضر دماغ شاعر جو اپنے کلام کے ایک ایک لفظ کا حساب رکھتا ہو اور لفظی و معنوی اعتراضات کے جواب میں دلائل و براہین کے انبار لگا کر شاذ و نادر ہی نظر آئے گا۔ اور نہ صرف اپنے کلام کے الفاظ بلکہ اپنے مخدومین کے کلام کا بھی حساب رکھتا ہو۔ ذی الحجہ ۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۹ء میں حیدر آباد دکن سے مولانا محمد ابراہیم قادری نے لکھا کہ مولانا وکیل احمد سکندر پوری، قصیدہ غوثیہ کی شرح لکھ رہے ہیں جس میں قصیدہ کی عربیت پر معترضین کے اعتراضات کا جواب دیں گے آپ بھی کچھ نکات بیان فرمائیں۔ جواباً مولانا بریلوی نے اکابر ائمہ اور علماء کبار کی تصانیف سے ۲۰ مثالیں پیش کیں جن میں قواعد عربی کا لحاظ نہیں رکھا گیا تھا، اس سے متون عربی پر مولانا بریلوی کی گہری نظر کا اندازہ ہوتا ہے۔ مولانا بریلوی نے لکھا کہ قصیدہ غوثیہ میں اقل تو قواعد کے خلاف کوئی شعر نہیں اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو اکابر کی نگارشات میں یہ چیز موجود ہے مولانا بریلوی کی سخن سنجی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ وہ متقدمین و متاخرین شعراء کے کلام کے مزاج شناس تھے۔ ماحرہ (یو۔ پی بھارت) سے سید نور عالم شاہ نے لکھا کہ مرزا محمد رفیع سودا کا ایک شعر اصحاب میں زیر بحث آیا، نہ کوئی سمجھ سکا اور نہ سمجھا سکا۔ آپ کچھ روشنی ڈالیں۔ شعر یہ تھا:-

ہو جب کفر ثابت ہے یہ تمغائے مسلمانی

نہ ٹوٹی شیخ سے زناں تبیح سلیمانی

سید نور عالم کا خط بریلی پہنچا، مولانا امجد علی اعظمی نے پڑھ کر سنایا، مولانا بریلوی نے اسی وقت شعر کی شرح لکھ کر مجھ کو دی۔ شرح پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ان نکات کی طرف سودا کا خیال بھی نہ گیا ہو گا جو مولانا بریلوی نے بیباختگی کے ساتھ بیان کر دیئے اور شعر کو بستی سے بلندی پر پہنچا دیا۔<sup>(۲۹)</sup>

مولانا بریلوی کی شاعری پر ہندوستان اور پاکستان میں بہت سے مقالات لکھے گئے ہیں، اب تک

۲۸۔ احمد رضا خاں: الزمزمۃ القمر فی الذب عن الخمریہ (۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۸ء) مطبوعہ

لاہور، ص ۱۳

۲۹۔ یہ شرح المفقود، حصہ دوم (مطبوعہ کراچی) کے صفحہ ۲۸ سے ۳۱ تک پھیلی ہوئی ہے۔ (مسعود)



تقریباً ۲۶ مقالات شائع ہو چکے ہیں<sup>(۳۰)</sup>۔ اور بہت سے منتظر اشاعت ہیں۔ بعض حضرات نے مولانا بریلوی کی شاعری پر مستقل رسالے اور کتابیں لکھی ہیں جن میں قابل ذکر یہ ہیں:-

- ۱۔ شمس بریلوی : اعلیٰ حضرت کے نعتیہ کلام کا تحقیقی اور ادبی جائزہ، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء
- ۲۔ شاعر لکھنوی : تاریخ نعت گوئی میں حضرت رضا بریلوی کا منصب، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء
- ۳۔ اختر الہامدی : امام نعت گویاں، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء
- ۴۔ محمد وارث جمال : امام شعروادب، مطبوعہ الآباد، ۱۹۷۸ء
- ۵۔ ڈاکٹر الہی بخش : عرفان رضا، (قلمی) مولفہ ۱۹۷۹ء

#### (۶)

مندرجہ بالا تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا بریلوی علم قرآن، علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ و سیاست اور ادب و شاعری میں یدِ طولی رکھتے تھے، بہت سے علوم و فنون تدریج و جدیدہ میں ان کو کمال حاصل تھا اور وہ اس صدی کے ممتاز علما میں تھے۔ وہ ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے اور ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء کو جمعہ کے دن بریلی میں انتقال کیا، وہ تقریباً ۶۵ سال اس دنیا میں رہے اور نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک اسلام اور ملت اسلامیہ کی خدمت کرتے رہے۔ ان کی یادگار صاحب علم و فضل ان کے فرزند مولانا محمد رضا خاں (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۲ء) اور مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں (م ۱۴۰۲ھ۔ ۱۹۸۱ء) بہت سے تلامذہ<sup>(۳۱)</sup>، بکثرت خلفاء اور بیشمار تلامذہ<sup>(۳۲)</sup> ہیں۔ اس مختصر مقالے میں گنجائش نہیں ورے مولانا بریلوی

۳۰۔ تفصیلات کے لئے مطالعہ کریں:-

۱۔ المیزان دہلی، امام احمد رضا نمبر، ص ۳۲۵-۵۲۹

۲۔ انوار رضا (لاہور)، ص ۵۳۳-۶۳۳

۳۔ اختر الہامدی: امام نعت گویاں، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۲۰-۲۱

۳۱۔ تلامذہ کے حالات کے لئے مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں:-

۱۔ محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کراچی، ۱۳۹۱ھ، ۱۹۷۱ء

(حاشیہ باقی دیکھئے صفحہ ۱)

کے فرزند ان تلامذہ و خلفاء کے بارے میں تفصیلاً عرض کیا جاتا، ہر دست صرف تصانیف کے بارے میں  
مجملاً عرض کیا جاتا ہے۔

مولانا کثیر التصانیف عالم تھے مگر کثیر التصانیف ہونا فی نفسہ کوئی خوبی نہیں جب تک یہ معلوم  
ہو کہ مصنف کا تحقیقی معیار کیا ہے، وہ رطب و یابس بیان کرنے کا تو عادی نہیں۔ مولانا بریلوی نے  
تحقیق و ریسرچ سے متعلق بعض نکات پیش کئے ہیں۔ یہاں ان میں سے بعض نکات بیان کئے جاتے ہیں جس سے  
اندازہ ہوگا کہ ان کا معیار تحقیق کتنا بلند ہے۔

تحقیق و ریسرچ میں صحت نسخ اور صحت متون کو اساسی اہمیت حاصل ہے۔ دیکھا گیا  
ہے کہ محققین بھی اس کی پروا نہیں کرتے اور ہر چھپی ہوئی کتاب سے استفادہ کر کے استدلال و استناد  
کرتے ہیں اور اس کے مندرجات کو بلا تامل مصنف سے منسوب کر دیتے ہیں۔ مولانا بریلوی اس معاملے  
میں بہت محتاط تھے، انہوں نے ایک مختصر رسالے میں صحت نسخ، صحت متون، اتصال سند، تواتر، تداول  
اصطیاط، استدلال وغیرہ پر بحث کی ہے۔ صحت نسخ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

۱۔ کوئی کتاب یا رسالہ کسی بزرگ کے نام منسوب ہونا اس سے ثبوت قطعی کو مستلزم نہیں۔<sup>(۳۳)</sup>

بقیہ حاشیہ میں

۱ ب۔ محمد عبدالمکرم شرف: تذکرہ اکابر اہل سنت، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء

۲ ج۔ محمد صادق قسوری: اکابر تحریک پاکستان، مطبوعہ لاہور، جواور ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء حصہ دوم

۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء

۳۲۔ خلفاء کے حالات کے لئے مندرجہ بالا مآخذ کے علاوہ مندرجہ ذیل مآخذ سے بھی رجوع کریں۔

(۱) محمد صادق قسوری: خلفائے اعلیٰ حضرت، جلد اول (قلمی) مخزنہ مرکزی مجلس رضا، لاہور

(۲) محمد صادق قسوری: خلفائے اعلیٰ حضرت، جلد دوم (قلمی) مخزنہ مرکزی مجلس رضا، لاہور

(۳) مفتی محمد مدظلہ العالی: اکرامات مجدد زمان بر بندہ ادنیٰ بریلان مؤلفہ ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء (قلمی) مخزنہ

دارالسلام، جبل پور (۲) ب۔ اکرام امام احمد رضا کے نام سے مرکزی مجلس دینا پور وغیرہ شائع کرتی ہے۔ (مستوفی)

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)



۲۔ کسی کتاب کا ثابت ہونا اس کے ہر فقرے کا ثابت ہونا نہیں (۲۲)۔

اتصال سند پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

۱۔ علماء کے نزدیک ادنیٰ درجہ ثبوت بہ تھا کہ ناقل کے لئے مصنف تک سند مسلسل متصل بذریعہ ثقات (۲۳)۔

۲۔ اگر ایک اصل تحقیق معتد سے اس نے مقابلہ کیا ہے تو یہ بھی کافی ہے یعنی اصول معتد متعدد سے مقابلہ

زیادت احتیاط ہے، یہ افعال سند اصل وہ شے ہے جس پر اعتماد کر کے مصنف کی طرف نسبت جائز ہو سکے (۲۴)۔  
تو اثر پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

۱۔ کتاب کا چھپ جانا اسے متواتر نہیں کر دیا کہ چھاپے کی اصل وہ نسخہ ہے جو کسی الماری میں ملا، اس سے

نقل کر کے کاپی ہوئی (۲۵)۔

۲۔ متعدد بلکہ کثیر وافر قلمی نسخے موجود ہونا بھی ثبوت تو اثر کو بس نہیں جرب تک ثابت نہ ہو کہ یہ سب

بقیہ ماضیہ ص ۹

۳۳۔ احمد رضا خاں: حجب العوارض عن مخدوم بہار، مطبوعہ لاہور، ص ۳

نوٹ۔ مولانا بدیع زکریا کا یہ کہنا درست ہے کہ مصنف سے کتاب کی نسبت اس بات کی دلیل قطعی نہیں کہ واقعی وہ کتاب

اسی کی ہے۔ عرصہ ہوا رام پور سے مولانا امتیاز علی عرشی کراچی آئے۔ ان کے اعز از میں انجمن ترقی اردو میں عصارہ دیا گیا،

واقعہ بھی مدعو تھا۔ عرشی صاحب نے جوابی تقریر میں فرمایا کہ وہ ایک تحقیق ادارے میں گئے جہاں لغت ترتیب دی

جاری تھی اور صحت معنی کے لئے بطور استدلال مختلف دواوین سے اشعار نقل کئے جا رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ

میں نے محققین سے پوچھا اس کی آپ کے پاس کیا دلیل قطعی ہے کہ واقعی یہ شعر اسی شاعر کا ہے جس سے آپ نے منسوب

کیا ہے۔ مطبوعہ قلمی دیوان میں ہونا اس کی دلیل نہیں۔ یہ سوال سن کر سب محققین خاموش ہو گئے۔ (مستعجب)

۳۴۔ احمد رضا خاں: حجب العوارض عن مخدوم بہار، مطبوعہ لاہور، ص ۳

۳۵۔ احمد رضا خاں: حجب العوارض عن مخدوم بہار، مطبوعہ لاہور، ص ۵

۳۶۔ ایضاً، ص ۷

۳۷۔ ایضاً، ص ۵

نسخے جدا جدا اصل مصنف سے نقل کئے گئے یا ان نسخوں سے جو اصل سے نقل ہوئے وہ نہ ممکن کہ بعض نسخے محض ان کی اصل ہوں، ان میں الحاق ہو اور یہ ان سے نقل، نقل در نقل ہو کر کثیر ہو گئے۔<sup>(۳۸)</sup>

تداول پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

۱۔ اور متاخرین نے کتاب کا علماء میں ایسا مشہور و متداول ہونا جس سے اطمینان ہو کہ اس میں تغیر و تحریف نہ ہوئی، اسے بھی مثل اتصال سند جانا۔<sup>(۳۹)</sup>

۲۔ تداول کے یہ معنی کہ کتاب جب سے اب تک علماء کے درس و تدریس یا نقل و تمسک یا ان کے مطلع نظر رہی ہو جس سے روشن ہو کہ اس کے مقامات و مقالات علماء کے زیر نظر آچکے اور وہ بحالت موجودہ اسے مصنف کا کلام مانا گئے۔<sup>(۴۰)</sup>

۳۔ زبان علماء میں صرف وجود کتاب کافی نہیں کہ وجود تداول میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔<sup>(۴۱)</sup> احتیاط نقل و استدلال پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

۱۔ علماء نے فرمایا جو عبارت کسی تصنیف کے نسخے میں ملے اگر صحت نسخہ پر اعتماد ہے یوں کہ اس نسخہ کو خود مصنف یا کسی اور ثقہ نے فاس اصل مصنف سے مقابل کیا ہے یا اس نسخے سے جسے اصل پر مقابل کیا تھا۔ یوں ہی اس ناقل تک، تو یہ کہنا جائز ہے کہ مصنف نے نلال کتاب میں یہ لکھا اور نہ جائز نہیں۔<sup>(۴۲)</sup>

۲۔ اس نسخہ صحیح معتبر سے جس کا مقابلہ اصل نسخہ مصنف یا اور ثقہ نے کیا و سائل زامد ہوں تو سب کا اسی طرح کے معتدات ہونا معلوم ہو تو یہ بھی ایک طریقہ روایت ہے اور ایسے نسخے کی عبارت کو مصنف کا قول بتانا جائز۔<sup>(۴۳)</sup>

مندرجہ بالا معیار تحقیق سے مولانا بریلوی کی مصنفات، و مؤلفات کی قدر و قیمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ مولانا رحمان علی نے ۱۳۰۵ھ/۸-۱۸۸۷ء میں اپنی کتاب تذکرہ علمائے ہند مرتب کی تو مولانا بریلوی کی

(۳۸) ایضاً، ص ۸ (۳۹) ایضاً، ص ۷ (۴۰) ایضاً، ص ۷

(۴۱) ایضاً، ص ۸ (۴۲) ایضاً، ص ۶ (۴۳) ایضاً، ص ۵



تصانیف کی تعداد ۵۰ بتائی۔ اس وقت مولانا بریلوی کی عمر ۳۲ برس ہوگی۔ ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں خود مولانا بریلوی نے یہ تعداد ۲۰۰ لکھی ہے۔ (۴۵) ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۹ء میں مولانا محمد ظفر الدین بہاری نے مولانا بریلوی کی تصانیف پر ایک رسالہ قلم بند کیا، اس میں پچاس مختلف علوم و فنون پر مولانا بریلوی کی ۳۵۰ تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ (۴۶) اور لکھا ہے کہ تلاش کیا جائے تو ۵ تصانیف اور نکلیں گی۔ (۴۷) اس میں ۱۰۰ عربی ہیں، ۲۰ فارسی اور ۲۲ اردو۔ مولانا بریلوی کے صاحب زادے مولانا حامد رضا خاں نے لکھا ہے کہ ۴۰۰ سے زیادہ تصانیف ہیں۔ (۴۸)

یہ اعداد و شمار مختلف اوقات میں مولانا بریلوی کی زندگی میں مرتب کئے گئے۔ انتقال کے بعد مولانا ظفر الدین بہاری نے شمار کیا تو یہ تعداد چھ سو سے زیادہ نکلی جس کا تفصیلی ذکر انہوں نے حیات اعلیٰ حضرت، جلد دوم میں کیا ہے۔ (۴۹) ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء میں بمبئی سے ماہنامہ المیزان کا امام احمد رضا نمبر شائع ہوا ہے اس میں مولانا بریلوی کی پچاس علوم و فنون پر ۴۸۵ تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ (۵۰) مفتی اعجاز ولی خاں (د م ۱۳۹۳ھ/ ۱۹۷۳ء) نے مزید تحقیق کی تو یہ تعداد ہزار سے متجاوز ہو گئی۔ انہوں نے مولانا بریلوی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :-

صاحب التصانیف العالیہ والتالیفات الباہرہ الی بلغت اعداداً فوق الالف۔ (۵۱)

ایک باوثوق اطلاع کے مطابق مولانا بریلوی کی مطبوعہ تصانیف کے پورے اعداد و شمار فائزہ بکاتیہ

۴۳۔ رحمان علی : تذکرہ علمائے ہند، مطبوعہ مکتبہ ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۳ء ص ۱۸

۴۵۔ احمد رضا خاں : رسائل رضویہ، جلد دوم، مطبوعہ لاہور، ۲۰۷، ۳۳۴

۴۶۔ ظفر الدین بہاری : الجمل الممدود والتالیفات المجدد، مطبوعہ پٹنہ

۴۷۔ ایضاً، ص ۳

۴۸۔ حامد رضا خاں : حاشیہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ، مطبوعہ کراچی، ص ۱۴۹ (ب) احمد رضا خاں :

مکتوب بنام مولانا قاضی غلام حسین، مطبوعہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت (بریلی)، شمارہ مئی ۱۹۶۵ء، ص ۱۰

۴۹۔ ظفر الدین بہاری : حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۱۳

۵۰۔ المیزان (ممبئی)، ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء، ص ۳۰۶ - ۲۲۴

۵۱۔ (ا) اعجاز ولی خاں : ضمیر المعتقد المتقصد، مطبوعہ لاہور، ص ۲۶۶

(ب) حمود احمد قادری : تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کانپور، ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱ء، ص ۴۶

ماصرہ (یو۔ پی۔ انڈیا) میں محفوظ ہیں۔ (دوسری اطلاع کے مطابق دارالعلوم اشرفیہ (مبارک پور، اعظم گڑھ انڈیا) کے فاضل مولانا عبدالحمید نعمانی نے مولانا بریلوی کی تصانیف کی تفصیلی فہرست پوری تحقیق و تلاش کے بعد مرتب کی ہے۔<sup>(۵۳)</sup> تصانیف کے علاوہ مولانا بریلوی کے بہت سے حواشی و شروح بھی ہیں جس کا انہوں نے خود ذکر کیا ہے۔<sup>(۵۴)</sup> مولانا ہدایت الرسول لکھنوی (م ۳۳۳ھ ۱۹۱۵ء) نے ان حواشی و شروح کا مطالعہ کیا اور اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھا کہ مولانا بریلوی کے حواشی خود ان کے افاضات و افادات ہوتے ہیں۔<sup>(۵۵)</sup> مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری نے حواشی و شروح کی تعداد مرتب کی ہے جو ڈیڑھ سو تک پہنچتی ہے۔<sup>(۵۶)</sup> اس مختصر مقالے میں مولانا بریلوی کی تمام تصانیف کا استحصا و تقریباً ناممکن ہے۔ تصانیف کی تفصیلات اور سیر حاصل تبصرے کے لئے ایک مبسوط کتاب کی ضرورت ہے۔ مولانا بریلوی کے مدرسے دارالعلوم منظر اسلام (بریلی) کے کتب خانے میں بہت سی قلمی تصانیف ہیں۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت (بریلی) میں اس علمی ذخیرے سے ۳۳ علوم و فنون پر تقریباً ۲۵ کتابوں کی تفصیلات دی ہیں۔ ان میں قلمی کتابوں میں بہت سی مولانا بریلوی کی خود نوشتہ ہیں۔ یہاں چند علوم و فنون پر متعدد قلمی تصانیف کا ذکر کیا جاتا ہے :-

علم فقہ

۱۔ شتائم العین فی ادب النذاۃ امام المنبر دہلوی، ۱۳۳۳ھ/۱۵-۱۹۱۳ء

۲۔ حسن التعمیم لبیان حد التعمیم، (اردو)، ۱۳۳۵ھ/۱۴-۱۹۱۶ء

۳۔ الکشف شافی فی حکم فلوکرافیا، (اردو)، ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۰ء

۵۲۔ مکتوب مولانا محمد احمد قادری بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری، محررہ ۱۵، فروری ۱۹۰۵ء

۵۳۔ محمد الہین اختر اعظمی: امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، مطبوعہ الآباد، ۱۳۹۴ھ/

۱۹۰۴ء، حاشیہ ص ۴۲

۵۴۔ احمد رضا خاں: رسالہ ضیاء، جلد دوم، مطبوعہ لاہور، ص ۳۰۹

۵۵۔ غفر اللہین مبارکی: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۱۳۸

۵۶۔ حاشیہ فاضل بریلوی علامہ حجاز کی نظر میں، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۸ھ/۱۹۰۸ء، ص ۸۳

۵۷۔ اعلیٰ حضرت (بریلی)، شمارہ اکتوبر و دسمبر ۱۹۶۲ء



## ریاضی

- ۳- المعنى المجلى ، (فارسی) ، ۱۳۲۶ هـ / ۱۹۰۹ م
- ۵- وجوه زوایا مثلث کروی ، (فارسی) ، ۱۳۲۹ هـ / ۱۹۱۱ م
- ۶- مبحث المعادله ذات الدرجه الثانیة ، (عربی) ، ۱۳۳۱ هـ / ۱۳ - ۱۹۱۲ م
- ۷- زوایا الاختلاف المنظر ۱۳۳۳ هـ / ۱۵ - ۱۹۱۳ م

## جبر ومقابلہ

- ۸- رسالہ جبر ومقابلہ (فارسی) ، ۱۳۲۹ هـ / ۱۹۱۱ م
- ۹- حل سادہ تہائے درجہ سوم (فارسی) ، ۱۳۳۰ هـ / ۱۲ - ۱۹۱۱ م
- ۱۰- حل المعادلات لقوی المعکبات (فارسی)

## تکسیر

- ۱۱- ۱۱۵۲ مرعات ، (اردو) ، ۱۳۲۶ هـ / ۱۹۰۹ م

## مثلث

- ۱۲- رسالہ در علم مثلث (فارسی) ، ۱۳۲۹ هـ / ۱۹۱۱ م
- ۱۳- تلخیص علم مثلث کروی (فارسی) ، ۱۳۳۱ هـ / ۱۳ - ۱۹۱۲ م

## حیاء

- ۱۴- استخراج وصول قمر الخ (فارسی) ، ۱۳۱۹ هـ / ۱۹۰۱ م
- ۱۵- الکسری العشری ، (عربی) ، ۱۳۳۱ هـ / ۱۳ - ۱۹۱۲ م
- ۱۶- معدن علمی در نشین ، بحری و جوی و روی (اردو) ، ۱۳۲۶ هـ / ۱۹۰۸ م
- ۱۷- طلوع وغروب کواکب و قمر (اردو) ، ۱۳۳۴ هـ / ۱۹ - ۱۹۱۸ م
- ۱۸- قانون رویت اہلہ (اردو) ، ۱۳۳۴ هـ / ۱۹ - ۱۹۱۸ م
- ۱۹- رویت البہال (اردو) ، ۱۳۳۸ هـ / ۲۰ - ۱۹۱۹ م

## توقيت

- ٢٠- البرهان القويم على العرض والتقويم (فارسي)، ١٣٢١ هـ / ٢-٣ - ١٩٠٢  
 ٢١- تسهيل تعديل (أردو)، ١٣٢٩ هـ / ١٩١١  
 ٢٢- الجمل الدائرة في خطوط الدائرة (فارسي)، ١٣٣٠ هـ / ١٢-١٣ - ١٩١١  
 ٢٣- اوقات صلوة مكة معظمه (أردو)، ١٣٣١ هـ / ١٣-١٤ - ١٩١٢  
 ٢٤- استخراج تقويمات كواكب (فارسي)، ١٣٣١ هـ / ١٣-١٤ - ١٩١٢  
 ٢٥- طلوع وغروب نيزين (أردو)، ١٣٣٢ هـ / ١٣-١٤ - ١٩١٣  
 ٢٦- جدول كواكب وتعديل الايام (أردو)، ١٣٣٨ هـ / ٢٠-٢١ - ١٩١٩

## ارثما طيقي

- ٢٧- الموصيات في المربعات ١٣١٩ هـ / ٢-٣ - ١٩٠١

## رد فلسفه قدسيه

- ٢٨- الكلمة الملهمة في الحكمة والحكمة والفلسفة المشتملة ١٣٣٨ هـ / ١٩١٩

## رد فلسفه جديده

- ٢٩- فز مبین در حرکت زمین (أردو)، ١٣٣٨ هـ / ١٩١٩  
 ٣٠- معين مبین، بهر دور شمس وكون زمین (أردو)، ١٣٣٨ هـ / ١٩١٩

## جفر

- ٣١- الجداول الرضوية لأعمال الجغرية (عربي)، ١٣٢٢ هـ / ٥-٦ - ١٩٠٣  
 ٣٢- الرسائل الرضوية للمسائل الجغرية (عربي)، ١٣٢٢ هـ / ٥-٦ - ١٩٠٣  
 ٣٣- سهل الكتب في جميع المنازل (عربي)، ١٣٣١ هـ / ١٣-١٤ - ١٩١٢

## نجوم

- ٣٤- مسئوليات اسهام (فارسي)، ١٣٢٩ هـ / ١٩١١



(۷)

مولانا بریلوی کی علمی شخصیت کا تقاضا ہے کہ تحقیقی اداروں اور جامعات میں ان پر کام کیا جائے۔ مولانا بریلوی کے انتقال کے بعد نصف صدی تک کوئی قابل ذکر کام نہیں ہوا۔ ۱۹۶۸ء اور ۱۹۷۱ء کے درمیان قاضی عبدالکبیر مرحوم (مگر ان شعبہ علوم شرقیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور) نے مقالاتِ یومِ رضا کے نام سے مختلف فضلا کے مضامین و تاثرات تین حصوں میں جمع کر کے لاہور سے شائع کئے۔ پھر مرکزی مجلسِ رضا لاہور نے حکیم محمد مرسیٰ امرتسری کی فعال قیادت میں کام کو آگے بڑھایا اور بہت سے مفید مقالات و رسائل شائع کئے۔ ادارۃ المیزان (دہلی) اور شرکتِ حنفیہ لمیٹڈ (لاہور) نے بھی قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں۔ ہندوستان میں الجمع الاسلامیہ مبارک پور، اعظم گڑھ کی نگرانی میں مولانا بریلوی کا ردالمحتار پر عربی ضخیم حاشیہ جلال الدین حیدر آباد دکن میں چھپ رہا ہے۔ علی گڑھ میں مرکزِ تعلیماتِ اسلامی کی سرپرستی میں رضا لیسرین سنٹر میں بھی کام شروع ہو رہا ہے۔ یہاں مولانا بریلوی کی تصانیف کے عربی، انگریزی اور فرانسیسی ترجمے شائع کرنے کا بھی اہتمام کیا جائے گا۔ چمنہ یونیورسٹی (جھارت) میں حال ہی میں مولانا بریلوی کی نقاحت پر مولانا حسن رضا خاں نے کام کیا ہے جن کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری مل گئی ہے۔ جیلپور یونیورسٹی (جھارت)، سہیلو یونیورسٹی (پاکستان)، اہلِ حق اقبال یونیورسٹی (پاکستان) میں بھی کام ہو رہا ہے۔ ۱۹۷۵ء میں جامعہ ازہر مصر کے پروفیسر محی الدین الوالی (اہلِ حدیث) نے مولانا بریلوی پر ایک علمی مقالہ لکھا<sup>(۵۸)</sup> مفتی اعجاز ولی خاں، مولانا عبدالحکیم شرف، مولانا افتخار احمد وغیرہ نے مولانا بریلوی پر عربی میں تعارفی مضامین لکھے<sup>(۵۹)</sup>۔ پھر مفتی سید شجاعت علی نے عربی میں ایک مہبوط سوانح لکھی<sup>(۶۰)</sup>۔

۵۸۔ صوت الشرق (قاہرہ) شمارہ فروری ۱۹۷۵ء

۵۹۔ (۱) فضل رسول بدائی: المستند المعتمد مطبوعہ لاہور، ص ۲۶۵-۲۷۳

(۲) احمد رضا خاں: اعلیٰ الاعلام، مطبوعہ استنبول ۱۹۷۵ء، ص ۲-۳

(۳) احمد رضا خاں: الفضل الموبی، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء

۶۰۔ شجاعت علی قادری: مجدد الامت، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۹ء

انگریزی میں امریکہ کی کیلیفورنیا یونیورسٹی (شعبہ تاریخ) کی فاضلہ ڈاکٹر باربرا انسکاف نے اپنے مقالے میں مولانا بریلوی پر اظہار خیال کیا ہے مگر انہوں نے عمیق مطالعہ نہیں کیا۔ بالیڈ کی لیڈن یونیورسٹی (شعبہ اسلامیات) کے پروفیسر جے ایم الین بلیان بھی اس طرف متوجہ ہوئے ہیں اور دوسرے قیادی کے ساتھ قنادی رضویہ کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ القرض پاک و ہند اور دوسرے ممالک کے محققین و علماء مولانا بریلوی کی طرف متوجہ ہوئے ہیں، پاکستان کے تحقیقی اداروں اور جامعات کو بھی اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔

---

(۶۱) - THE REFORMIST ULEMA : MUSLIM RELIGIOUS LEADERSHIP IN INDIA 1860 - 1900 (BERKELEY, 1974)



# ماخذ و مراجع

## کُتب

ابوالحسن علی ندوی : ترجمہ النواظر و بصرۃ المسامع والنواظر البحر الرائق من مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء  
 احمد رضا خاں بریلوی : حدائق بخشش (۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۶ء) حصہ اول و دوم، مطبوعہ کراچی  
 رسائل رضویہ (مرتبہ مولانا محمد عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری منظری) جلد دوم، مطبوعہ لاہور  
 ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن (۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء) مطبوعہ مراد آباد : " " " "

فیوضۃ المملکیۃ لمحج الدولۃ المملکیۃ (۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء) مطبوعہ کراچی : " " " "

النیرۃ الوضیۃ شرح الجوبۃ المضیۃ (۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء) مطبوعہ کھنؤ : " " " "

النہی الاکید عن الصلوۃ وراہ عدی التقليد (۱۴۰۵ھ / ۱۸۸۷ء) مطبوعہ : " " " "

الہاد الکاف فی حکم الضعاف (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء) مطبوعہ ممبئی : " " " "

حاجز البحرین الواقعی عن جمیع الصلاتین (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء) مطبوعہ بریلی : " " " "

الفصل الموی فی معنی اذا صح الحدیث فہو نہی (۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء) مطبوعہ بریلی : " " " "

الدولۃ المملکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ (۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء) مطبوعہ کراچی : " " " "

کفل الفقہ الفہم فی احکام قرطاس الدرہم (۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء) مطبوعہ لاہور : " " " "

العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ، جلد اول، مطبوعہ لاہور : " " " "

العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ، جلد سوم، مطبوعہ مبارک پور : " " " "

العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ، جلد چہارم، مطبوعہ لائل پور : " " " "

رسائل رضویہ (مرتبہ مولانا محمد عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری منظری) جلد اول، مطبوعہ لاہور : " " " "

۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء

|                       |   |
|-----------------------|---|
| احمد رضا خاں بریلوی : | حسام المحدثین، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء   |
| :" " " :              | الکلمۃ الملممۃ فی الحکمۃ المحکمۃ لوہا فلسفۃ المشتملہ (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء)، مطبوعہ دہلی |
| :" " " :              | معین مبین بہرہ و شمس و سکون زمین (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء)، مطبوعہ بریلی                    |
| :" " " :              | نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان (۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء)، مطبوعہ لکھنؤ                  |
| :" " " :              | البيان شافيا لقونوغرافيا (۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء)، مطبوعہ کانپور                           |
| :" " " :              | السینۃ اللہیۃ فی فتاویٰ افریقہ (۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۷ء)، مطبوعہ بریلی                      |
| :" " " :              | اعلام الاعلام بان ہندوستان دار الاسلام (۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء)، مطبوعہ لاہور              |
| :" " " :              | اعز الکفایہ فی رد صدقۃ مانع الزکوٰۃ (۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۱ء)، مطبوعہ بریلی                 |
| :" " " :              | مقال العرفاء باعرا از شرع و علماء (۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء)، مطبوعہ کراچی                   |
| :" " " :              | الزبدۃ الزکیۃ التحریم بحود التحیۃ (۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۸ء)، مطبوعہ بریلی                   |
| :" " " :              | شفار الوالہ فی صور الحبیب و مزارہ و فعالہ (۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء)، مطبوعہ بریلی           |
| :" " " :              | الحجۃ الفاتحہ لطیب التبعین و الفاتحہ (۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء)، مطبوعہ بریلی                |
| :" " " :              | مروج النجا لخروج النساء (۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۸ء)، مطبوعہ بریلی                             |
| :" " " :              | جلی الصوت لنہی الدعوت امام الموت (۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء)، مطبوعہ لاہور                    |
| :" " " :              | جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء)، مطبوعہ لاہور             |
| :" " " :              | بریق المنار بشعور المزار (۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء)، مطبوعہ لاہور                            |
| :" " " :              | احکام شریعت، حصہ اول، مطبوعہ آگرہ   |
| :" " " :              | مسائل سماع، مطبوعہ لاہور  |
| :" " " :              | مواہب ارواح القدس لکشف حکم العرس (۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۶ء)، مطبوعہ لاہور                    |
| :" " " :              | یادی الناس فی رسوم الاعراس (۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۴ء)، مطبوعہ لاہور                          |
| :" " " :              | انفس الفکر فی قربان البقر (۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۰ء)، مطبوعہ بریلی                           |
| :" " " :              | تدیر فلاح و نجات و اصلاح (۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء)، مطبوعہ لاہور                            |
| :" " " :              | دوام العیش فی اللامۃ من القریش (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء)، مطبوعہ بریلی                      |



|                             |   |
|-----------------------------|---|
| احمد رضا خاں بریلوی :       | الحجۃ المومنین فی آیتہ الممتحنہ (۳۳۵ھ / ۱۹۲۰ء) مطبوعہ بریلی                   |
| :" " " :                    | حدائق بخشش حصہ سوم، مطبوعہ بدایوں   |
| :" " " :                    | قصیدہ چراغ انس (۳۱۵ھ / ۱۸۹۶ء) مطبوعہ بریلی ۱۳۱۸ھ                              |
| :" " " :                    | فتہ شہنشاہ (۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء) مطبوعہ لاہور  |
| :" " " :                    | حجب العوارض عن مخدوم بہار، مطبوعہ لاہور                                       |
| :" " " :                    | الزمزۃ القمریہ فی الذب عن الخمریہ (۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء) مطبوعہ لاہور                 |
| :" " " :                    | اجلی الاعلام، مطبوعہ استانبول، ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء                                  |
| احمد سرہندی، شیخ :          | مکتوبات، دفتر اول، حصہ دوم، مطبوعہ ام ترسہ ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۳ء                      |
| اختر الحامدی :              | امام احمد گویاں، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء                                   |
| عجاز ولی خاں، مفتی :        | المتفقہ المتفقہ (ضمیمہ)، مطبوعہ لاہور   |
| ابو بخش اعوان، ڈاکٹر :      | عزیزانِ رضا، مطبوعہ الآباد، ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء                                     |
| بدالدین سرہندی، خواجہ :     | مجمع الدلیل، مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری، لندن، مخطوطہ نمبر ۶۴۵                 |
| برہان الحق جیل پوری، مفتی : | اکرامِ امام احمد رضا، مطبوعہ لاہور، ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء                             |
| جمال گیلو وغیرہ :           | تزکِ جمال گیلوی، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء                                   |
| خدا بخش اطہر :              | مسلم لیگ، مطبوعہ لاہور ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء  |
| رحمان علی، مولانا :         | تذکرہ علمائے ہند، (ترجمہ اردو)، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء                    |
| سید محمد محبت :             | خطبہ صدارت جمہوریہ اسلامیہ، مطبوعہ مراد آباد ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۶ء                    |
| شاعر لکھنوی :               | تاریخ نعت گوئی میں حضرت رضا بریلوی کا منصب، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۷ء       |
| شجاعت علی قادری :           | مجددِ الامۃ، مطبوعہ کراچی، ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء                                      |
| شکر کتب حقیقہ :             | انوارِ رضا، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء                                       |
| شمس بریلوی :                | اعلیٰ حضرت کے نعتیہ کلام کا تحقیقی اور ادبی جائزہ، مطبوعہ کراچی ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۷ء |
| ظفر الدین بہاری :           | المجلد المحدول لالتفات المجدد، مطبوعہ طبعہ ۱۳۶۷ھ / ۱۹۰۹ء                      |
| :" " " :                    | حیاتِ اعلیٰ حضرت (۱۹۳۸ء - ۱۹۵۵ء)، مطبوعہ کراچی                                |

- عبد القادر بدایونی، ملا: منتخب التواریخ، جلد دوم، مطبوعہ لاہور، ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء
- غلام رسول ہمر: ۱۸۵۷ء کے مجاہد، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء
- فضل رسول بدایونی: المستند المحترم، مطبوعہ لاہور
- محمد اقبال ڈاکٹر: تشکیل جدید الہیات (ترجمہ سید زین العابدین) مطبوعہ لاہور، ۱۳۷۸ھ / ۱۹۵۸ء
- محمد جلال الدین قادری: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء
- محمد سلیمان اشرف بہاری: التور، مطبوعہ علی گڑھ، ۱۳۳۰ھ / ۱۹۲۱ء
- محمد عبد الحکیم شرف قادری: تذکرہ اکابر اہل سنت، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء
- محمد عبدالقدیر: ہندو مسلم اتحاد پر خطا خطا مہاتما گاندھی کے نام، مطبوعہ علی گڑھ، ۱۳۳۲ھ / ۱۹۲۵ء
- محمد صادق قصوری: اکابر تحریک پاکستان، حصہ اول، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء
- : " " " : اکابر تحریک پاکستان، حصہ دوم، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء
- : " " " : خلفائے اعلیٰ حضرت، جلد اول و دوم (قلمی)، مخزن و نہ مرکزی مجلس رضا، لاہور
- محمد مسعود احمد: فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء
- : " " " : تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء
- محمد مسطفیٰ رضا خاں: الطاری الداری لمفوات عبدالباری (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء)، مطبوعہ بریلی
- : " " " : ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ سوم، مطبوعہ علی گڑھ
- : " " " : ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ دوم، مطبوعہ کراچی
- : " " " : ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ اول، مطبوعہ کراچی
- محمد نعیم الدین مراد آبادی: خزانة العرفان فی تفسیر القرآن، مطبوعہ مراد آباد
- محمد وارث جمال: ابا شعر و ادب، مطبوعہ مراد آباد، ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء
- محمد یسین اختر عظمیٰ: الممدوح النبوی (عربی)، مطبوعہ سرسہ میر، ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء
- : " " " : امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، مطبوعہ مراد آباد، ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء
- محمود احمد قادری: تذکرہ علمائے اہل سنت، مطبوعہ کانپور، ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء
- منور حسین: ملفوظات امیر ملت، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء



ANWAR ALI SYED: MYSTICS AND MONARCHS,  
KARACHI-1979.

ABDUL RASHID, MIAN:  
ISLAM IN INDO-PAK SUBCONTINENT,  
LAHORE, 1977.

BARBARA D. METCALF: THE REFORMIST ULEMA:  
MUSLIM RELIGIOUS LEADERSHIP IN INDIA, 1860-1900  
(BERKELEY, 1974).

GIULIO BASETTI SANI: PROPHET OF INTER-  
RELIGIOUS RECONCILIATION, CHICAGO, 1974.

ISHTIAQUE HUSSAIN QURESHI:  
ULEMA IN POLITICS, KARACHI, 197

## رسائل

|                                    |                                  |
|------------------------------------|----------------------------------|
| جُون ۱۹۱۲ء / ۱۳۳۰ء                 | اُردو سے مُعلیٰ اعلیٰ کتب        |
| جولائی ۱۹۴۹ء / ۱۳۹۹ء               | پاسبان (الہ آباد)                |
| ذی الحجہ ۱۳۲۵ء / ۱۹۰۸ء             | تحفہ حنفیہ (پٹنہ)                |
| محرم ۱۳۲۶ء / ۱۹۰۸ء                 | " " "                            |
| صفر ۱۳۲۶ء / ۱۹۰۸ء                  | " " "                            |
| رمضان المبارک و شوال ۱۳۱۸ء / ۱۹۰۰ء | " " "                            |
| ذیقعدہ ۱۳۳۸ء / ۱۹۲۰ء               | الرضا (بریلی)                    |
| جمادی الاول ۱۳۳۵ء / ۱۹۲۱ء          | السواد الاعظم (مراد آباد)        |
| شعبان ۱۳۳۹ء / ۱۹۲۱ء                | " " "                            |
| جولائی و اگست ۱۹۶۳ء / ۱۳۸۲ء        | عقیدت (نئی دہلی)                 |
| فروری ۱۹۴۵ء / ۱۳۹۵ء                | صوت الشرق (قاہرہ)                |
| مارچ ۱۳۹۶ء / ۱۹۴۶ء                 | المیزان (ممبئی) انا محمد رضا فیر |

# مُصَنَّف کی دُوسری مُصَنَّفات و مَوَلَّفات و ترمِ اجم

## تصانیف

| نمبر شمار | عنوان کتاب                                | مقام طباعت | سن طباعت |
|-----------|---|------------|----------|
| ۱۔        | شاہ محمد غوث گوانیادی                     | میرپور خاص | ۱۹۶۴ء    |
| ۲۔        | تذکرہ مظہر مسعود                          | کراچی      | ۱۹۶۹ء    |
| ۳۔        | فاضل بریلوی اور ترک موالات                | لاہور      | ۱۹۶۰ء    |
| ۴۔        | فاضل بریلوی مملکت حجاز کی خدمت            | لاہور      | ۱۹۶۳ء    |
| ۵۔        | حیات مظہری                                | کراچی      | ۱۹۶۲ء    |
| ۶۔        | عاشق رسول                                 | لاہور      | ۱۹۶۵ء    |
| ۷۔        | سیرت مجدد الف ثانیؑ                       | غیر مطبوعہ | ۱۹۶۶ء    |
| ۸۔        | موج خیال                                  | کراچی      | ۱۹۶۶ء    |
| ۹۔        | کلام الامام                               | غیر مطبوعہ | ۱۹۶۸ء    |
| ۱۰۔       | عبقری الشرق (انگریزی)                     | لاہور      | ۱۹۶۸ء    |
| ۱۱۔       | عاشق الرسول مولانا محمد عبدالقدیر بدایونی | لاہور      | ۱۹۶۸ء    |
| ۱۲۔       | حیات فاضل بریلوی                          | لاہور      | ۱۹۶۸ء    |
| ۱۳۔       | تحرک آزادی ہند اور المسواۃ الاعظم         | لاہور      | ۱۹۶۹ء    |
| ۱۴۔       | محبت کی نشانی                             | کراچی      | ۱۹۸۰ء    |
| ۱۵۔       | اکرام امام احمد رضا                       | لاہور      | ۱۹۸۱ء    |
| ۱۶۔       | حیات امام احمد رضا                        | سیال کوٹ   | ۱۹۸۱ء    |
| ۱۷۔       | حضرت مجدد الف ثانیؑ اور ڈاکٹر اقبال       | سیال کوٹ   | ۱۹۸۱ء    |



## تالیفات

| نمبر شمار | عنوان کتاب    | مقام طباعت | سن طباعت |
|-----------|---------------|------------|----------|
| ۱۸-       | دامی تقویم    | کوئٹہ      | ۱۹۶۷ء    |
| ۱۹-       | منظر الاخلاق  | کراچی      | ۱۹۶۸ء    |
| ۲۰-       | انکلاں دین    | کراچی      | ۱۹۶۹ء    |
| ۲۱-       | مکاتیب مظہری  | کراچی      | ۱۹۶۹ء    |
| ۲۲-       | مواعظ مظہری   | کراچی      | ۱۹۶۹ء    |
| ۲۳-       | فتاویٰ مظہری  | کراچی      | ۱۹۶۹ء    |
| ۲۴-       | منظر العقائد  | سیال کوٹ   | ۱۹۶۶ء    |
| ۲۵-       | شاعر محبت     | لاہور      | ۱۹۶۸ء    |
| ۲۶-       | فتاویٰ مسعودی | سیال کوٹ   | ۱۹۸۱ء    |
| ۲۷-       | گناہ بے گناہی | لاہور      | ۱۹۸۱ء    |

## تراجم

|     |                          |                |       |
|-----|--------------------------|----------------|-------|
| ۲۸- | حیدر آباد کی معاشی تاریخ | حیدر آباد سندھ | ۱۹۵۸ء |
| ۲۹- | تمدن ہند پر اسلامی اثرات | لاہور          | ۱۹۶۳ء |
| ۳۰- | ویر دنیا کے دو شریف زادے | غیر مطبوعہ     | ۱۹۶۲ء |

## مقالہ ڈاکٹریٹ

|     |                               |            |       |
|-----|-------------------------------|------------|-------|
| ۳۱- | اردو میں قرآنی تراجم و تصانیف | غیر مطبوعہ | ۱۹۶۰ء |
|-----|-------------------------------|------------|-------|

# نذرانہ عقیدت

## بخصوص

مجدد ملت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ

رازِ فطرت کے حقیقی ترجمان احمد رضا  
 ہیں رموزِ معرفت کے رازِ دال احمد رضا  
 آپ ہیں منہ نشین محفلِ نعست نبی  
 سرورِ کون و مکال کے مدحِ خواں احمد رضا  
 مسلکِ احناف کے ہیں سالکِ روشن ضمیر  
 منزلِ حق کے امیرِ کارواں احمد رضا  
 پیشوائے اہل سنت، صدرِ اربابِ یقین  
 داعیِ حق، واعظِ شریں بساں احمد رضا  
 ہیں شانائے حق تعالیٰ میں مگن شام و سحر  
 مدحِ پیغمبر میں ہیں رطب اللسان احمد رضا  
 مفتیِ دُورال، فقیہِ نکتہ دال، گنجِ علوم  
 حکمت و عرفان کے بحرِ بیکراں احمد رضا  
 ہیں تصانیفِ گرامی رہبرِ اہل نظر  
 کائناتِ علم کے رُوحِ رواں احمد رضا



ذرّہ ذرّہ ہے جہان معرفت کا نور بیز  
 ہیں حریم فقر میں جلوہ فشاں احمد رضا  
 جانشینِ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ  
 خادمِ اسلام، محمد دوم جہاں احمد رضا  
 عارفِ کامل، ولیٰ باصفا، قطبِ زمیں  
 ہیں محبہ و اور محدث بنے گماں احمد رضا  
 گلستانِ قادریّت آپ کے ہے پُر بہار  
 درحقیقت ہیں بہارِ بے خزاں احمد رضا  
 ہیں وہ سرتاجِ افاضل، عالمِ علمِ کلام  
 شارحِ قرآن، یکتائے زماں احمد رضا  
 تشنہ کامانِ جہان معرفت کے واسطے  
 ہیں بلا شک حشمہ آبِ رواں احمد رضا  
 آپ کے نسبت پہ کیوں نہ فخر ہو مجھ کو بھی جب  
 ہر عقیدت کیش پر ہیں مہرباں احمد رضا  
 جس سے روشن ہے جہانِ قادریّت اے شمس!  
 ہیں وہ حق کے آفتابِ ضوفشاں احمد رضا  
 نذر گنہگار

کشفِ رُدارِ علمائے ربانی قمر زید الدینی بنو انہ ضلع سیالکوٹ

## رضایوم

مرکزی مجلسِ رضا لاہور، اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجتہد ملت  
شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ کی علمی دینی اور ملی خدمات جلیلہ  
کے تعارف کیلئے کتب و رسائل شائع کرنے کے ساتھ ساتھ ہر سال آپ کے یومِ وصال  
(عرس مبارک) کے موقع پر جلسہ یومِ رضا کا انعقاد کرتی ہے جس میں ملک کے نامور  
علماء، فضلاء اور دانشور حضرات چودھویں صدی کے مجدد کی عظیم علمی خدمات اور مثال  
تجدیدی کارناموں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ یہ روح پرور تقریب جامع مسجد نوری  
بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور منعقد ہوتی ہے۔

انہیں علاوہ مرکزی مجلسِ رضا لاہور کی طرف سے ملک کے گوشے گوشے میں جلسہ  
ہائے یومِ رضا منعقد کرنے کی ہر سال اپیل کی جاتی ہے اس تحریک سے ملک کے  
اکثر مقامات پر یومِ رضا منایا جانے لگا ہے مگر ہم اس میں مزید وسعت کے خواہاں  
ہیں لہذا علماء کرام اور اہل سنت کی انجمنوں سے اپیل ہے کہ وہ یومِ رضا کو وسیع  
پیمانے پر منانے کا اہتمام کیا کریں۔

الحکم محمد موسیٰ امرتسری صلی اللہ علیہ وسلم مرکزی مجلسِ رضا لاہور